Regd No. 67

رجسٹرڈ نمبر ۶۷

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۵۰-۳ روپے
ممالک غیر ۵۰-۷ ″
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۹ | ۲۰ راخاء ۱۳۳۹ ہش ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ ۲۰ راکتوبر ۱۹۶۰ء | نمبر ۴۲

اخبار احمدیہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے بارہ میں ربوہ سے کوئی تار موصول نہیں ہوا۔ الفضل مورخہ ۱۶ ر اکتوبر میں حضور انور کی صحت کے بارہ میں یہ رپورٹ درج ہے:۔

ربوہ ۱۵ ر اکتوبر ۹½ بجے صبح۔ کل دن بھر حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی رہی اس وقت بھی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے الحمد للہ۔

احباب حضور انور کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے التزام کیساتھ دعائیں کرتے رہیں۔

قادیان ۱۷ ر اکتوبر۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کے ایک خط محررہ ۱۴ ر ۱۰ بنام محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ میں حضرت ام مظفر احمد صاحب کے بارہ میں مندرجہ ذیل اطلاع ہے:۔

”ام مظفر احمد کا جگر سُکڑ گیا ہے اور خدا کے فضل سے حالت اچھی ظاہر ہوئی ہے مگر ابتدائی خرابی کی وجہ سے ابھی تک ڈاکٹروں نے زیادہ حرکت کی اجازت نہیں دی۔ دعا کرتے رہا۔ احتیاط جاری رکھیں“

قادیان ۱۸ ر اکتوبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال خدا کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔

—جلسہ سالانہ ۱۹۶۰ء کی تیاریاں شروع کر دی گئی ہیں احباب دعا فرمائیں کہ جلسہ ہر لحاظ سے کامیاب ہو۔

”احمدی جماعت ہی ایک ایسی جماعت ہے جس نے صحیح معنی میں اسلام کی حقیقت کو سمجھا ہے“

”آج روئے زمین کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جو ان کے نشاناتِ قدم سے خالی ہو“

”مرزا غلام احمد صاحب نے اسلام کی جانبازانہ مدافعت کی“

”مرزا صاحب کو حق پہنچتا تھا کہ وہ اپنے آپ کو مہدی۔۔ مثیل مسیح اور۔۔۔ ظلی نبی کہیں“

(علامہ نیاز فتحپوری)

علامہ نیاز فتحپوری اپنے موقر اور مشہور رسالہ ”نگار“ میں باب الاستفسار کے تحت بعض علمی و ادبی استفسارات کا جواب دیا کرتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں ان کے پاس سہارنپور (یو پی) کے ایک غیر احمدی دوست سید نصیر حسین صاحب کا ایک خط پہنچا جس کا جواب انہوں نے اکتوبر کے شمارہ میں دیا ہے۔ اس سارے مضمون کو افادہ احباب کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے ———— (ایڈیٹر)

احمدی جماعت اور الیاس برنی

(سید نصیر حسین۔ سہارنپور)

کچھ زمانہ سے آپ احمدی جماعت کی طرفداری میں اظہار خیال کر رہے ہیں اور اس کے مطالعہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان سے بہت متاثر ہیں۔ لیکن شاید آپ کو معلوم نہیں کہ وہ غیر احمدی مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں۔ وہ اس حد تک متعصب ہیں کہ عام مسلمانوں کے ساتھ ازدواجی تعلقات بھی ناجائز سمجھتے ہیں اور ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے وہ اپنے سوا سب کو کافر کہتے ہیں اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اب رہا مرزا غلام احمد صاحب کا دعوئے مہدویت و مسیحیت و نبوت۔ سو اس کی بابت میں مشورہ دوں گا کہ آپ جناب الیاس برنی کی کتاب ”فتنۂ قادیانیت“ کا مطالعہ فرمایئے اس کے پڑھنے سے آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ مرزا صاحب کے دعوے کتنے لغو و باطل تھے۔

(نگار) :۔ اس میں شک نہیں میں احمدی جماعت سے کافی متاثر ہوں اور اس کا سبب صرف یہ ہے کہ اس وقت ان تمام جماعتوں میں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہیں صرف احمدی جماعت ہی ایک ایسی جماعت ہے جس نے صحیح معنی میں اسلام کی حقیقت کو سمجھا ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ آپ کیا ساری دنیا نے اسلام کو چند مخصوص عقائد میں محدود کر دیا ہے اور اس سے ہٹ کر کبھی یہ غور کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی جاتی کہ اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کے عروج کا تعلق صرف عقائد سے نہ تھا بلکہ اطوار و کردار اور حرکت و عمل سے تھا۔

محض یہ عقیدہ کہ ”اللہ ایک ہے اور رسول برحق“ اپنی جگہ بالکل بے معنی سی بات ہے، اگر اس سے ہماری اجتماعی زندگی متاثر نہیں ہوتی۔ اسی طرح مخصوص اوقات میں مخصوص انداز سے عبادت کر لینا بھی بے سود ہے، اگر وہ ہماری حیثیت اجتماعی پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ تاریخ و عقل دونوں کا فیصلہ یہی ہے۔ پھر غور کیجئے کہ اس وقت احمدی جماعت کے علاوہ مسلمانوں کی وہ کونسی دوسری جماعت ایسی ہے جو زندگی کے صرف عملی پہلو کو اسلام سمجھتی ہو اور محض عقائد کو مذہب کی بنیاد نہ قرار دیتی ہو۔

میں نے جب سے آنکھ کھولی، مسلمانوں کو باہم دست و گریبان ہی دیکھا۔ سنی، شیعی، اہلِ قرآن، اہل حدیث، دیوبندی، غیر دیوبندی، وہابی، بدعتی اور خدا جانے کتنے ٹکڑے مسلمانوں کے ہو گئے۔ جن میں سے ہر ایک دوسرے کو کافر کہتا تھا اور کوئی ایک شخص ایسا نہ تھا جس کے مسلمان ہونے پر سب کو اتفاق ہو۔ ایک طرف خود مسلمانوں کے اندر اختلاف و تضاد کا یہ عالم تھا اور دوسری طرف آریائی و عیسوی جماعتوں کا حملہ اسلامی لٹریچر اور اکابرِ اسلام پر۔ کہ اسی زمانہ میں مرزا غلام احمد صاحب سامنے آئے اور انہوں نے تمام اختلافات سے بلند ہو کر دنیا کے سامنے اسلام کا وہ صحیح مفہوم پیش کیا جسے لوگوں نے بھلا دیا تھا یا غلط سمجھا تھا یہاں نہ ابوبکر و علی کا جھگڑا تھا نہ رفع یدین و آمین

بالجبر کا اختلاف۔ یہاں نہ عمل بالقرآن کی بحث تھی نہ استناد بالحدیث کی۔ اور صرف ایک نظریہ سامنے تھا اور وہ یہ کہ اسلام نام ہے صرف اسوۂ رسول کی پابندی کا۔ اور اُس عملی زندگی کا۔ اُس ایثار و قربانی کا۔ اُس محبت و رافت کا۔ اس اخوت و ہمدردی کا اور اس حرکت و عمل کا جو رسول اللہ کے کردار کی تنہا خصوصیت اور اسلام کی تنہا اساس و بنیاد تھی۔

میرزا غلام احمد صاحب نے اسلام کی مدافعت کی اور اُس وقت کی جب کوئی بڑے سے بڑا عالم دین بھی دشمنوں کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ اُنہوں نے سوتے ہوتے مسلمانوں کو جگایا، اُٹھایا اور چلایا۔ یہاں تک کہ وہ چل پڑے اور ایسا چل پڑے کہ آج روئے زمین کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جو ان کے نشاناتِ قدم سے خالی ہو۔ اور جہاں وہ اسلام کی صحیح تعلیم نہ پیش کر رہے ہوں۔

پھر ہو سکتا ہے کہ آپ ان حالات سے متاثر نہ ہوں لیکن میں تو یہ کہنے اور سمجھنے پر مجبور رہوں گا کہ یقیناً بہت بڑا انسان تھا وہ جس نے ایسے سخت وقت میں اسلام کی جانبازانہ مدافعت کی اور قرونِ اُولیٰ کی اس تعلیم کو زندہ کیا جس کو دُنیا بالکل فراموش کر چکی تھی۔

رہا یہ امر کہ میرزا صاحب نے خود اپنے آپ کو کیا ظاہر کیا۔ سو یہ چنداں قابل لحاظ نہیں، کیونکہ اصل سوال یہ نہیں ہے کہ اُنہوں نے اپنے آپ کو کیا کہا بلکہ صرف یہ کہ کیا کیا، اور یہ اتنی بڑی بات ہے کہ اس کے پیشِ نظر (قطع نظر روایات و اصطلاحات سے) میرزا صاحب کو حق پہنچتا تھا کہ وہ اپنے آپ کو مہدی کہیں کیونکہ وہ ہدایت یافتہ تھے، مثیل مسیح کہیں کیونکہ وہ روحانی امراض کے معالج تھے، اور ظلِ نبی کہیں کیونکہ وہ رسول کے قدم بہ قدم چلتے تھے۔

۲۔ اب رہا یہ امر کہ غیر احمدی لوگوں میں وہ رشتہ مصاہرت قائم نہیں کرتے اور ان کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے تو اس پر کسی کو کیوں اعتراض ہو۔ کیا آپ کسی ایسے خاندان میں شادی کرنا گوارا کریں گے جس کے افراد آپ کے مسلک کے مخالف ہیں اور کیا آپ ان لوگوں کی اقتدا کریں گے جو اپنے کردار کے لحاظ سے مقتدا بننے کے اہل نہیں ہیں۔

احمدی جماعت کا ایک خاص اصولِ زندگی ہے، جس پر ان کے مرد، ان کے بچے اور ان کی عورتیں سب یکساں کاربند ہیں، اس لئے اگر وہ کسی غیر احمدی مرد یا عورت سے رشتۂ ازدواج قائم کریں گے تو ان کی اجتماعیت یقیناً اس سے متاثر ہوگی اور وہ یکرنگی و ہم آہنگی جو اس جماعت کی خصوصیت خاصہ ہے ختم ہو جائے گی۔ آپ اس کو تعصب کہتے ہیں اور میں اس کو اعتصام و فراست تدبیر۔

رہی برنی صاحب کی کتاب سو اس کے متعلق اس سے زیادہ کیا کہوں کہ جس حد تک بانیٔ احمدیت کی زندگی و تعلیم احمدیت کا تعلق ہے وہ تلبیس و کتمانِ حقیقت کے سوا کچھ نہیں۔ اور مجھے سخت افسوس ہوتا ہے یہ دیکھ کر کہ احمدیت کے مخالفین میرزا غلام احمد صاحب سے بہت سی ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جو انہوں نے کبھی نہیں کہیں۔ خصوصیت کے ساتھ مسئلہ ختم نبوت کی عام طور پر یہ لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ

بمبئی میں

اکنافِ عالم سے بزرگ احمدیوں کی آمد

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

بمبئی ایک ایسا شہر ہے جہاں "وعدۂ الٰہی" میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کی ایفاء کے اکثر نظارے دیکھنے میں آتے ہیں۔ ستمبر کا آخری حصہ اس اعتبار سے بڑا بابرکت گزرا۔ ان دنوں احمدیہ مسلم مشن بمبئی میں بڑی رونق رہی۔ ۷ ارکو "ماریشس" کے ایک نیک دل احمدی مکرم "سلطان محمد غوث صاحب" اپنی اہلیہ اور ایک بچے کے ساتھ بمبئی میں وارد ہوئے

۱۱ رکو مکرم ڈاکٹر محمد یونس صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس صدر جماعت احمدیہ بھاگلپور نزول فرما ہوئے۔ اور دار التبلیغ میں قیام کیا۔ ۲۷ رکو ایک نئے احمدی شرف الدین صاحب کیپ ٹاؤن سے بمبئی پہنچے اور ۲۹ رکو مکرم محی الاسلام صاحب لنڈن جانے کے لئے کراچی سے بمبئی آئے۔ اور ہمارے ساتھ ٹھہرے۔ ان احمدی بہن اور بھائیوں کی یہ جوڑ نے ہمیں بار بار خدا تعالےٰ کی بشارت یاد دلا رہی تھی کہ

ینصرک رجال نوحی الیھم من السّمآء

ان بزرگ مہمانوں کی آمد سے جماعت احمدیہ کا وقار کتنا بلند ہوتا ہے۔ یہ اجرا کیا سناؤں۔ اپنے اور پرائے سبھی یہ دیکھ کر دنگ رہ جاتے ہیں کہ دنیا کے روشن و تاریک، بحر و بر اور برِّ اعظم احمدیوں کے دم سے آباد ہو رہے ہیں۔ ان کی آمد سے اور تو اور اکثر صحافی بھی پہلی مرتبہ بعض جزیروں کا نام سنتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی قدرت کاملہ کا کیسا شاندار ظہور ہے کہ اس کے مختصر سے زمانے میں جماعت احمدیہ کے قدم ان ان علاقوں میں پہنچ گئے۔ جو عوام کیا خواص کے مبلغ علم سے بھی باہر ہیں۔ یہ اصل میں اس "وعدۂ الٰہی" کا ظہور ہے کہ "میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ اہلِ دل یہ دیکھ کر بشاشت ایمانی سے لبریز ہو جاتے ہیں۔

قادیان میں

جماعت احمدیہ کا انہتّرواں جلسہ سالانہ

بتاریخ ۱۶ / ۱۷ / ۱۸ دسمبر سنہ ۱۹۶۰ء

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ قادیان میں جماعت احمدیہ کا ۶۹ واں جلسہ سالانہ ۱۶ / ۱۷ / ۱۸ دسمبر سنہ ۱۹۶۰ء کو ہوگا۔ جملہ امراء، و صدر صاحبان و مبلغین کرام سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اس کی اطلاع افراد جماعت و زیر تبلیغ دوستوں کو دے کر شمولیت کے لئے ابھی سے تحریک کرنا شروع کر دیں تاکہ زیادہ سے زیادہ دوست اس روحانی اجتماع سے مستفید ہونے کے لئے قادیان تشریف لائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

میرزا صاحب، رسول اللہ کو خاتم النبیین نہیں سمجھتے تھے، حالانکہ وہ شدت سے اس کے قایل تھے کہ شرعی نبوت ہمیشہ کے لئے رسول اللہ پر ختم ہو گئی اور شریعت اسلام دنیا کی آخری شریعت ہے۔ (رسالہ نگار لکھنؤ اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء ص ۵۲)

احمدیت دنیا میں اسلامی تعلیم و تمدن کا صحیح نمونہ پیش کرنے کے لئے قائم کی گئی ہے

اپنے افعال و کردار کو اس مقصد کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرو

یہ عزم کر لو کہ ہم نے ساری دنیا کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا ڈالنا ہے

خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع سنہ ۱۹۴۲ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا روح پرور خطاب

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔
میرا دل تو آج چاہتا تھا کہ میں

بہت سی باتیں

اس اجلاس میں کہوں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی مشیت کے ماتحت برسوں سے میری آواز بیٹھتی چلی جا رہی ہے اور آج تو ایسی بیٹھی ہوئی ہے اور گلا ایسا ماؤف ہے۔ کہ اگر میں زیادہ دیر تک تقریر کروں تو ممکن ہے گلے کو کوئی مستقل نقصان پہونچ جائے اور مجھے اس بات کا ذاتی تجربہ بھی ہے میری آواز پہلے بہت بلند ہوا کرتی تھی۔ ایسی بلند کہ بعض دوستوں نے بتایا کہ چھوٹی مسجد میں ہم نے آپ کی قرأت سنکر اور سمجھ کر مدرسہ احمدیہ میں نماز پڑھی ہے۔ یہ حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ کی بات ہے۔ مگر ایک دفعہ اسی طرح گلا بیٹھا ہوا تھا کہ میں اپنے ایک عزیز کے ہاں گیا۔ اس نے کہا آپ قرآن بہت اچھا پڑھتے ہیں میں گراموفون میں ریکارڈ بھروانا چاہتا ہوں آپ کسی سورت کی تلاوت کر دیں۔ میں نے معذرت کی کہ

مجھے نزلہ و زکام ہے

اور گلا بیٹھا ہوا ہے مگر انہوں نے اصرار کیا اور کہا کہ میں تو آج اس غرض کے لئے تیار ہو کر بیٹھا ہوں۔ چنانچہ میں نے سورۃ فاتحہ یا کوئی اور سورت (جو مجھے اس وقت صحیح طور پر یاد نہیں رہا) ریکارڈ میں بھروا دی۔ اس کے بعد میری آواز جو بیٹھی ہوئی تھی وہ تو درست ہو گئی۔ مگر آواز کی بلندی میں قریباً ۲۵ فیصدی کی ہمیشہ کے لئے کمی آ گئی۔ تو ایسی حالت میں زیادہ بولنا بہت دفعہ مضر ہوتا ہے کھانسی کی علامت میں تو میں کافی تقریر کر لیا کرتا ہوں اور اس کی میں چنداں پرواہ نہیں کرتا۔ مگر گلے کی خراش اس سے مختلف چیز ہے۔

خدام الاحمدیہ کا یہ اجلاس

اس لحاظ سے پہلا اجلاس ہے کہ اس میں باہر سے بھی دوست تشریف لائے ہیں

گو میں نہیں کہہ سکتا کہ میں ان کے آنے کی وجہ سے پورے طور پر خوش ہوں کیونکہ جہاں تک مجھے علم ہے۔ بہت کم دوست باہر سے آئے ہیں۔ اور خدام الاحمدیہ کی . . . .

. . . کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے بھی آنے والوں کی تعداد بہت کم ہے شائد کل تعداد کا چھٹا یا ساتواں یا آٹھواں یا نواں بلکہ دسواں حصہ آیا ہے۔ یہاں تک میں سمجھتا ہوں اس مجلس میں بیٹھنے والے اکثر دوست گورداسپور کے ضلع کے ہیں۔ اور ان میں سے بھی اکثر زمیندار ہیں جن کے لئے پیدل سفر کرنا مشکل نہیں ہوتا۔ ان کا اس جگہ آنا

زمینداروں کی تعلیم

کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ اور ان کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے بے شک ایک قابل قدر قربانی ہے مگر ان کے آنے کی وجہ سے اس مجلس کے افراد کی تعداد کا بڑھ جانا دوسرے شہروں کے خدام الاحمدیہ کے لئے کوئی خوش کن امر نہیں ہو سکتا۔

جہاں تک میں سمجھتا ہوں

اور ان رپورٹوں سے جو میرے پاس پہونچ رہی ہیں اندازہ لگا سکتا ہوں۔ گورداسپور کو چھوڑ کر بیرونجات سے دو اڑھائی سو آدمی آیا ہے اور یہ تعداد خدام الاحمدیہ کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے بہت کم ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ابھی قریب میں ہی جلسہ سالانہ گزرا ہے۔ لیکن نوجوانوں کی ہمت اور ان کا ولولہ اور جوش ان باتوں کو نہیں دیکھا کرتا۔ یہ جلسہ تو ایک مہینہ کے بعد ہوا ہے۔ میں جانتا ہوں

حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں

کئی نوجوان ایسے تھے جو لاہور سے ہر اتوار کو باقاعدہ قادیان پہنچ جایا کرتے تھے مثلاً چوہدری فتح محمد صاحب ان دنوں کالج میں پڑھتے تھے مگر ان کا آنا جانا اتنا باقاعدہ تھا

کہ ایک اتوار کو وہ کسی وجہ سے نہ آ سکے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے پوچھا۔ محمود۔ فتح محمد اس دفعہ نہیں آیا۔ گویا ان کا آنا جانا اتنا باقاعدہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان کے ایک اتوار کے دن نہ آنے پر تعجب ہوا۔ اور مجھ سے دریافت فرمایا کہ وہ کیوں نہیں آئے۔ وہ بھی

کالج کے طالب علم

تھے۔ کالج میں پڑھتے تھے۔ اور ان کے لئے بھی کئی قسم کے کام تھے۔ پھر وہ نیل بھی نہیں ہوتے تھے۔ کہ کوئی شخص کہہ دے وہ پڑھتے نہیں ہوں گے پھر وہ کوئی ایسے مالدار بھی نہیں تھے۔ کہ ان کے متعلق خیال کیا جا سکے کہ اڑانے کے لئے کافی روپیہ ملتا ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں لاہور کے کالجوں کے جو سٹوڈنٹس یہاں آئے ہوئے ہیں یا نہیں آئے۔ ان میں نوے فیصدی وہ ہیں جن کو اس سے زیادہ گزارہ ملتا ہے۔ جتنا

چوہدری فتح محمد صاحب

کو ملا کرتا تھا۔ مگر وہ باقاعدہ ہر اتوار کو قادیان آیا کرتے تھے۔ اسی طرح اور بھی کئی طالب علم تھے جو قادیان آیا کرتے تھے۔ گو اتنی باقاعدگی سے نہیں آتے تھے مگر بہرحال کثرت سے آتے تھے۔ اس وقت لاہور میں احمدی طالب علم دس بارہ تھے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ایک دو کو مستثنیٰ کرتے ہوئے باقی دس میں سے دو تین تو ایسے تھے کہ وہ ہفتہ وار یا قریباً ہفتہ وار قادیان آیا کرتے تھے۔ اور نصف تعداد ایسے طالب علموں کی تھی جو

مہینے میں ایک دفعہ یا دو دفعہ قادیان آتے تھے

اور باقی سال میں چار یا پانچ دفعہ قادیان آ جاتے تھے۔ اور بعض دفعہ کوئی ایسا بھی نکل آتا۔ جو صرف جلسہ سالانہ پر آ جاتا تھا۔ مگر اب صرف بیس پچیس فی صدی طالب علم ایسے ہوتے ہیں جو قادیان سال بھر میں ایک دفعہ آتے ہیں یا ایک دفعہ بھی نہیں آتے۔ آخر

یہ فرق اور امتیاز کیوں ہے۔ میں نے کہا ہے۔ اگر تمہاری مالی حالت ان لڑکوں سے کمزور ہوتی جو اس وقت کالج میں پڑھتے تھے۔ تو میں سمجھتا کہ یہ مالی حالت کا نتیجہ ہے۔ اور اگر یہ بات ہوتی کہ اب تمہیں

دین کے سیکھنے کی ضرورت

نہیں رہی۔ تمہارے لئے اس قدر اعلیٰ درجہ کے روحانی سامان لاہور اور امرتسر اور دوسرے شہروں میں موجود ہیں کہ تمہیں قادیان آنے کی ضرورت نہیں۔ تو پھر بھی میں سمجھتا کہ یہ بات کسی حد تک معقول ہے۔ لیکن اگر نہ تو یہ بات ہے کہ تمہاری مالی حالت ان سے خراب ہے!

ہے اور نہ یہ بات درست ہے کہ باہر ایسے سامان موجود ہیں جن کی موجودگی میں تمہیں قادیان آنے کی ضرورت نہیں۔ اور پھر اس بات کو دیکھتے ہوئے کہ اب قادیان کا سفر بالکل آسان ہے۔ یہ بات میری سمجھ سے بالا ہے کہ کیوں ہماری جماعت کے نوجوانوں میں اس قسم کی غفلت پائی جاتی ہے۔ پہلے شام کی گاڑی سے ہمارے طالب علم بٹالہ میں اترتے اور گاڑی سے اتر کر راتوں رات پیدل چل کر قادیان پہونچ جاتے یا آٹھ نو بجے صبح اترتے تو بارہ ایک بجے دوپہر کو قادیان پہونچ جاتے تھے۔ طالب علم ہونے کی وجہ سے بالعموم ان کے پاس اتنے کرائے نہیں ہوتے تھے کہ یکہ یا تانگہ لے سکیں۔ ایسے بھی ہوتے تھے جو یکوں میں آ جایا کرتے تھے۔ مگر ایسے طالب علم بھی تھے جو پیدل آتے اور پیدل جاتے تھے مگر اب ریل کی وجہ سے بہت کچھ سہولت ہو گئی ہے۔ ریل وقت بچا لیتی ہے ریل کوفت سے بچا لیتی ہے اور ریل کا جو کرایہ آجکل بٹالہ سے قادیان کا ہے وہ اس کرایہ کے نصف کے قریب ہے جو ان دنوں یکہ والے وصول کیا کرتے تھے۔ اس زمانہ میں ڈیڑھ دو روپیہ میں یکہ آیا کرتا تھا۔ اور ایک یکہ میں تین سواریاں ہوا کرتی تھیں۔ گویا کم سے کم آٹھ آنے ایک آدمی کا صرف ایک طرف کا کرایہ ہوتا تھا۔ مگر آجکل چھ سات آنے میں بٹالہ سے آنا جانا ہو جاتا ہے۔ تو جو دقتیں مالی لحاظ سے پیش آ سکتی تھیں یا وقت کے لحاظ سے پیش آ سکتی تھیں وہ کم ہو گئی ہیں۔ اور جو ضرورتیں قادیان آنے کے متعلق تھیں وہ اب بھی قائم ہیں

پس میں اُن خدام کے توبہ نہ کرنے کی وجہ سے جو اس اجتماع میں نہیں آئے افسوس اور تعجب کا اظہار کرنا چاہتا ہوں اور اُنہیں بتانا چاہتا ہوں کہ خدام الاحمدیہ کی غرض ان میں یہ احساس پیدا کرنا ہے کہ وہ احمدیت کے خادم ہیں۔ اور خادم وہی ہوتا ہے جو آقا کے قریب رہے جو خادم اپنے آقا کے قریب نہیں رہتا وہ وقت کے لحاظ سے یا کام کے لحاظ سے ؛ خادم نہیں کہلا سکتا۔ مگر جیسا کہ میں نے بتایا ہے باہر سے آنے والوں کی تعداد بہت کم ہے اور اگر گورداسپور کے دیہات کے افراد نہ آجاتے اور قادیان کے لوگ بھی اس جلسہ میں شامل نہ ہو جاتے تو یہ جلسہ اپنی ذات میں ایک نہایت ہی چھوٹا سا جلسہ ہوتا۔ اور ایسا ہی ہوتا جیسے مدرسہ احمدیہ یا ہائی سکول میں طالب علموں کے جلسے ہوتے ہیں۔ بلکہ ان سے بھی چھوٹا۔ میں جماعت کے نوجوانوں کو

اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں

کہ سلسلہ احمدیہ کے سپرد ایسے کام کئے گئے ہیں جو دنیا میں عظیم الشان روحانی انقلاب پیدا کرنے والے ہیں۔ موجودہ دنیا کی کایا پلٹنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا ہے۔ دنیا کی تہذیب اور دنیا کے تمدن کی وہ عمارت جو تمہیں اس وقت دکھائی دے رہی ہے۔ اس کی صفائی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہیں بھیجے گئے اس کی لپائی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہیں بھیجے گئے اُس کے پوچنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہیں بھیجے گئے۔ اس پر رنگ اور روغن کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہیں بھیجے گئے۔ اس کا پلستر بدلنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں بھیجے گئے۔ اس کی چھت پر مٹی ڈالنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہیں بھیجے گئے۔ اس کی کانسوں کو درست کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں بھیجے گئے۔ اس کے ٹوٹے ہوئے فرش کو بدلنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں بھیجے گئے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے بھیجا ہے کہ اپنی زندگیوں میں اسلامی تعلیم کا کامل نمونہ پیش کر کے توڑ دو اس تہذیب اور تمدن کی عمارت کو جو اس وقت دنیا میں اسلام کے خلاف کھڑی ہے۔ ٹکڑے ٹکڑے کر دو اس قلعہ کو جو شیطان نے اس میں بنا لیا ہے اُسے زمین کے ساتھ لگا دو بلکہ اس کی بنیادیں تک اکھیڑ کر پھینک دو اور اس کی جگہ وہ عمارت کھڑی کرو جس کا نقشہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو دیا ہے۔ یہ کام ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا اور اس کام کی اہمیت بیان کرنے کے لئے کسی لمبی چوڑی تقریر کی ضرورت نہیں۔ ہر انسان سمجھ سکتا ہے کہ دنیا کے جس گوشہ میں ہم جائیں۔ دنیا کی جس گلی میں سے ہم گذریں۔ دنیا کے جس گاؤں میں ہم اپنا قدم رکھیں وہاں ہمیں جو کچھ اسلام کے خلاف نظر آتا ہے اپنے نیک نمونہ سے اسے مٹا کر اس کی جگہ ایک ایسی عمارت بنانا جو قرآن کریم کے بتائے ہوئے نقشہ کے مطابق ہو ہمارا کام ہے۔ پس تم سمجھ سکتے ہو کہ تمہارا چلن اور تمہارا طور اور تمہارا طریق اُسی وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشا کو پورا کرنے والا ہو سکتا ہے۔ اسی وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منشا کو پورا کرنے والا ہو سکتا ہے۔ اُسی وقت زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے خدا کے منشا کو پورا کرنے والا ہو سکتا ہے جبکہ تم ہمہ دنیا میں ایک خدا نما وجود ہو اور اسلام کی اشاعت کے لئے کفر کی ہر طاقت سے ٹکر لینے کے لئے تیار رہو۔ یہ نہیں کہ دنیا تم کو اپنا سمجھتی ہو اور تم اس کو اپنا سمجھتے ہو بے شک انسان بحیثیت انسان ہونے کے تمہارا محبوب ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس کی درستی اور اصلاح کے لئے تم کھڑے کئے گئے ہو وہاں اُس کے خلاف اسلام کردار سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ تم اس کے پیچھے چلنے کے لئے نہیں آگے چلنے کے لئے کھڑے کئے گئے ہو۔ اگر تم ایسا نہیں کرتے۔ اگر تم اُس کی ہاں میں ہاں ملا دیتے ہو۔ اگر تم اس کے ناجائز افعال کی اصلاح سے غافل رہتے ہو۔ تو اس کے معنے یہ ہیں کہ تمہارے اندر منافقت کی رگ پائی جاتی ہے اور تم اپنے فرائض کی بجاآوری سے غافل ہو۔

مجھے ہمیشہ حیرت آتی ہے

ان لوگوں پر جو میرے پاس شکایتیں لے کر آتے ہیں کہ لوگ ہماری مخالفت کرتے ہیں ہم کیا کریں۔ میں انہیں کہتا ہوں تم اس بات پر کیوں غور نہیں کرتے کہ لوگ تمہاری کیوں مخالفت کرتے ہیں۔ اگر وہ اس لئے مخالفت کرتے ہیں کہ وہ تمہارے متعلق غلط فہمی کا شکار ہیں اور سمجھتے ہیں کہ تم اسلام کے دشمن ہو تو اس مخالفت کو دور کرنے اور ان کو اپنا دوست بنانے کے دو ہی طریق ہو سکتے ہیں۔ یا تو تمہیں اپنے دعویٰ احمدیت کو چھوڑنا پڑے گا۔ اور تمہیں بھی ویسا ہی بننا پڑے گا۔ جیسے تمہارا مخالف ہے۔ تب بے شک وہ تمہاری طرف محبت کا ہاتھ بڑھا کر کہے گا کہ ہم دونوں ایک جیسے ہیں اور یا پھر تمہیں کوشش کر کے اس کو بھی اپنے جیسا بنانا پڑے گا اور درست طریق یہی ہے کہ تم اسے بھی اپنے اندر شامل کرنے کی کوشش کرو۔ اس صورت میں بھی وہ تمہاری طرف اپنا ہاتھ بڑھا کر کہے گا کہ یہ میرا محسن ہے اور تمہاری آپس کی مخالفت ختم ہو جائے گی۔ لیکن اگر تم اس طریق کو اختیار نہیں کرتے۔ اور یہ شور مچاتے چلے جاتے ہو کہ لوگ ہمارے دشمن ہیں۔ تو اس سے زیادہ بے وقوفی کی علامت اور کیا ہو سکتی ہے۔ اگر تم نے احمدیت کو سمجھا ہے۔ اور اگر تم نے احمدیت کے مغز کو حاصل کیا ہے۔ تو تمہیں اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ سوائے اس کے کہ کوئی شخص

سچائی کی تحقیق

کر رہا ہو۔ اور اس پر ایک حد تک سچائی کھل چکی ہو۔ یا سوائے ان کے جو مادر پدر آزاد ہوتے ہیں وہ مسلمان کہلاتے ہیں مگر مسلمان نہیں ہوتے۔ عیسائی ہوتے ہیں مگر عیسائی نہیں ہوتے۔ یہودی کہلاتے ہیں مگر یہودی نہیں ہوتے۔ ہندو کہلاتے مگر ہندو نہیں ہوتے۔ باقی کسی انسان سے تمہارا یہ امید کرنا کہ

جس عظیم الشان کام کرنے کے لئے تم کھڑے ہوئے ہو

اس میں تمہاری کوئی مخالفت نہ کرے ایک بالکل احمقانہ اور مجنونانہ خیال ہے۔ یہ مخالفت اسی صورت میں ختم ہو سکتی ہے جب تم ان کو اپنا دوست بناؤ۔ اور وہ دوست اسی صورت میں بن سکتے ہیں۔ جب تم ان کی غلط فہمیوں کو دور کر دو۔ اور انہیں اسلام اور احمدیت کی برکات سے روشناس کرو۔ پس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے زندگی بسر کرو۔ اور اس خیال میں مت رہو۔ (خصوصاً میں زمینداروں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں) کہ خلاں مشکل پیدا ہو گئی ہے۔ کسی آدمی کو قادیان بھیجا جائے۔ جو کسی ناظر سے ملے۔ ناظر خدا نہیں۔ میں خدا نہیں۔ جب خدا نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ جو لوگ اس کے دین کی خدمت کے لئے کھڑے ہوں گے۔ انہیں ابتلاؤں اور امتحانوں کی بھٹی میں سے گذرنا پڑے گا تو کوئی انسان تمہاری کیا مدد کر سکتا ہے اگر تم آرام کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہو تو یاد رکھو کہ آرام سے زندگی کرنے والوں کے لئے احمدیت میں کوئی جگہ نہیں۔ کیونکہ احمدیت اس لئے نہیں آئی کہ اپنے عقائد کو ترک کر کے اور مداہنت سے کام لے کر دنیا سے صلح کر لے۔ احمدیت اس لئے نہیں آئی کہ گاؤں کے چند نمبردار اس کا اقرار کریں اور وہ تمہیں دُکھ نہ دیں۔ احمدیت اس لئے نہیں آئی کہ چند بڑے بڑے چوہدری اس کی صداقت کا اقرار کریں۔ بلکہ احمدیت اس لئے آئی ہے کہ سارے گاؤں سارے شہر۔ سارے صوبے سارے ملک اور سارے براعظم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈال دیئے جائیں۔ پس یہ چیزیں حقیقت ہی کیا رکھتی ہیں کہ ان کی طرف توجہ کی جائے۔ جس دن یہ آگ تم میں پیدا ہو گئی۔ تم اپنے آپ کو مضبوطی میں ایک پہاڑ محسوس کرو گے لیکن جب تک یہ آگ تم میں پیدا نہیں ہوتی تم چھوٹی چھوٹی باتوں پر بے ہوش رہو گے۔ جیسے بیمار درد سے بے ہوش ہوتا ہے۔ تو وہ افیون کی گولی کھا لیتا ہے۔ افیون کی گولی سے اس کا درد بے شک کم ہو جائے گا مگر اسے آرام نہیں آئے گا۔ اس کے مقابلہ میں عقلمند انسان افیون نہیں کھائے گا بلکہ وہ کہے گا میں درد برداشت کروں گا مگر

صحیح رنگ میں

اپنا علاج کرا دیں گا۔ اس صورت میں وہ بچ بھی جائے گا۔ پس ان چھوٹے چھوٹے جھگڑوں کی پرواہ مت کرو۔ تم کو خدا نے عظیم الشان کام کے لئے پیدا کیا ہے۔ مگر تمہاری مثال بعض دفعہ ویسی ہی ہو جاتی ہے جیسے مشہور ہے کہ کشمیر کے مہاراجہ نے ڈوگروں کی فوج کے علاوہ ایک دفعہ کشمیریوں کی بھی فوج بنائی۔ مگر اس سے وہ کشمیری مراد نہیں جو پنجاب میں رہتے ہیں اور جو ہر لڑائی میں ڈنڈا لے کر آگے آجاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے

کہ پنجاب میں کشمیری آ کر بہادر ہو جاتا ہے۔ بہر حال مہاراجہ نے کشمیریوں کی بھی ایک فوج تیار کی۔ ایک دفعہ سرحد پر لڑائی ہوئی اور گورنمنٹ برطانیہ کو مختلف راجوں مہاراجوں نے اپنی اپنی ریاستوں کی طرف سے فوجی امداد دی۔ کشمیر کے مہاراجہ نے بھی اس فوج کو سرحد پر جانے کا حکم دیا۔ اور کہا ہم امید کرتے ہیں کہ تم اچھی طرح لڑو گے سالہا سال تم ہم سے تنخواہ لیتے رہے ہو۔ اب حق نمک ادا کرنے کا وقت آیا ہے۔ اس لئے تم سے امید کی جاتی ہے کہ تم اس

نازک موقعہ پر

اپنے فرائض کو عمدگی سے سرانجام دو گے کشمیریوں نے جواب دیا کہ سرکار ہم نمک حرام نہیں۔ ہم خدمت کے لئے ہر وقت حاضر ہیں۔ مگر حضور کے یہ غلام سپاہی ایک بات عرض کرنا چاہتے ہیں۔ لڑائی کا موقعہ تھا اور مہاراجہ ان کو خوش کرنے کے لئے تیار تھا۔ اس نے سمجھا اگر یہ راشن بڑھانے کا مطالبہ کریں گے تو راشن بڑھا دوں گا۔ تنخواہ میں زیادتی کا مطالبہ کریں گے تو تنخواہ زیادہ کر دوں گا۔ چنانچہ اس نے کہا بتاؤ کیا چاہتے ہو۔ کشمیری کہنے لگے حضور ہم نے سنا ہے کہ پٹھان ذرا سخت ہوتے ہیں

ہمارے ساتھ پہرہ ہونا چاہیئے

گویا وہ جان دینے کو تیار ہیں۔ لڑائی پر جانے کے لئے آمادہ ہیں مگر پٹھان ذرا سخت ہوتے ہیں ساتھ ذرا پہرہ ہونا چاہیئے۔

وہ لوگ جو احمدیت میں داخل ہیں مگر پھر خیال کرتے ہیں کہ فلاں نے جوتا ہمیں مارا تھا ہے۔ اس لئے روٹھ کر اور قادیان جا کر شکایت کرو وہ بھی درحقیقت ایسے ہی ہیں۔ وہ بھی کہتے ہیں ہمارے ساتھ کسی ناظر کا پہرہ ہونا چاہیئے۔ ایسا شخص

سپاہی کہلانے کا مستحق

نہیں ہوسکتا۔ سپاہی وہی کہلا سکتا ہے جو بہادر ہو اور ہر مصیبت کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو۔ درحقیقت احمدیت اختیار کرنا اوکھلی میں سر دینے والی بات ہے۔ کسی نے کہا ہے اوکھلی میں سر دینا تو موہلوں کا کیا ڈر یعنی جب اوکھلی میں سر دے دیا تو اس ڈنڈے کا جس سے چاول کوٹے جاتے ہیں کیا ڈر ہو سکتا ہے اسی طرح جب کوئی شخص احمدیت میں داخل ہو تو اسے یہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اگر

اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت

مجھ پر مصائب بھی آئے تو میں ان تمام مصائب کو برداشت کروں گا۔ اور کسی موقعہ پر بھی اپنا قدم پیچھے نہیں ہٹاؤں گا

پس یاد رکھو وہ کامیابیاں اور ترقیات جو آنے والی ہیں ان کے لئے

مصائب کی بھٹی

میں سے گذرنا تمہارے لئے ضروری ہے اس کے بعد کامیابیاں بھی آئیں گی خواہ وہ تمہاری زندگی میں آئیں یا تمہاری موت کے بعد۔ شریف آدمی یہ نہیں دیکھا کرتا کہ قربانی کا پھل اسے کھانے کو ملتا ہے یا نہیں۔ بلکہ وہ قربانی کرتا چلا جاتا ہے اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ قربانی کا پھل چکھنے کا اسے موقع بھی نہیں ملتا کہ وہ وفات پا کر اپنے رب کے حضور پہنچ جاتا ہے۔ تم اگر غور کرو تو تم میں سے اچھے کھاتے پیتے وہی نکلیں گے جن کے باپ دادا نے خود نہیں کھایا۔ اور کنگال وہی نکلیں گے جن کے باپ دادا نے جو کچھ کمایا تھا وہ کھا لیا۔ آخر یہ بڑے بڑے زمیندار جو آج تمہیں نظر آ رہے ہیں کیسے بن گئے؟ یہ بڑے زمیندار اسی طرح بنے کہ ان کے باپ دادوں نے تنگی سے گزارہ کیا۔ اور ایک ایک پیسہ بچا کر ایک کنال لیا ہے اور ایک کنال وہاں سے خریدی پھر رفتہ رفتہ ایک گھماؤں زمین ہوگئی۔ اور پھر ایک سے دو دو سے چار اور چار سے دس اور دس سے پندرہ اور پندرہ سے بیس گھماؤں زمین کے وہ مالک بن گئے۔ اور جب وہ مر گئے تو ان کی اولاد نے ان کی زمینوں سے فائدہ اٹھایا۔ مگر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اولاد ناخلف ہوتی ہے وہ باپ دادا کی جائیداد کو اڑا دیتی اور آہستہ آہستہ مقروض ہو جاتی ہے۔ اور وہی زمین جو ان کے باپ دادا نے بڑی مشکلات سے اکٹھی کی ہوتی ہے۔ بنیوں کے قبضہ میں چلی جاتی ہے۔ اور جب آگے ان کی اولاد آتی ہے تو وہ بھوکوں مرنے لگتی ہے اور وہ ان بنیوں کو گالیاں دیتی ہے جو ان کی زمینوں پر قبضہ کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ حالانکہ انہیں گالیاں اپنے ماں باپ کو دینی چاہئیں جو اپنی اولاد کا حصہ کھا گئے۔ تو

باپ دادوں کی محنت

ہمیشہ اولاد کے کام آتی ہے اور اگر کوئی شخص محنت نہیں کرتا تو اس کی اولاد بھی اس محنت کے فوائد سے محروم رہتی ہے۔ تم غریب سہی تم کنگال سہی۔ لیکن اگر تم میں سے کسی کی ایک کنال زمین بھی ہے تو جب تم اس زمین پر کھڑے ہوتے ہو تو یوں سمجھتے ہو کہ یہاں سے امریکہ تک سب جگہ تمہاری ہی حکومت ہے اور تمہارا دل اتنا بہادر ہوتا ہے کہ تم کہتے ہو کہ ہمیں کسی کی کیا پرواہ ہے۔ اور اگر تمہاری ایک گھماؤں زمین ہوتی ہے یا دس گھماؤں زمین ہوتی ہے یا بیس گھماؤں زمین ہوتی ہے تو پھر تو

تمہاری یہ حالت ہوتی ہے

کہ تم ایک طرف کھڑے ہو کر کہتے ہو کہ ہماری ایک بیلی اس سرے پر ہے اور ایک بیلی اُس سرے پر۔ خواہ درمیان میں دس زمینداروں کی اور بھی زمینیں ہوں مگر ایسی حالت میں جب تم اپنی زمین پر تکبر کے ساتھ کھڑے ہوتے ہو۔ ایک شخص پھٹے پرانے کپڑوں میں تمہارے پاس آجاتا ہے اور کہتا ہے میں مسافر ہوں میری مدد کی جائے۔ تم اس سے پوچھتے ہو تم کون ہو اور وہ کہتا ہے سید۔ یہ سنتے ہی تم فوراً اپنی چادر اس کے لئے بچھا دیتے ہو۔ اور اس کے ساتھ ادب سے باتیں کرنا شروع کر دیتے ہو۔ آخر اس کے ساتھ کون سی طاقت ہے جو تمہیں اس بات پر مجبور کر دیتی ہے۔ کہ تم اس کے ساتھ عزت سے پیش آؤ اور احترام سے اور ادب سے سلوک کرو۔ وہ یہی طاقت ہے کہ وہ اپنے آپ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتا ہے۔ پس اس کی طاقت اپنی نہیں بلکہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طاقت ہے

جو آپ نے سادات میں منتقل کی۔ اور جو آپ نے ہر مسلمان کے اندر منتقل کی اور ہر ایک نے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اس طاقت کو اپنے اندر جذب کر کے اس سے فائدہ اٹھایا۔ ابو بکر رضی نے اپنی طاقت کے مطابق کام کیا۔ عمر رضی نے اپنی طاقت کے مطابق کام کیا۔ عثمان رضی نے اپنی طاقت کے مطابق کام کیا علی رضی نے اپنی طاقت کے مطابق کام کیا۔ طلحہ رضی اور زبیر رضی نے اپنی طاقت کے مطابق کام کیا اور تمہارے باپ دادوں نے اپنی طاقت کے مطابق کام کیا۔ اب تم جیسا کام کرو گے دنیا میں ویسا ہی تغیر پیدا ہوگا۔ اور جتنا زور سے گیند پھینکو گے اتنا ہی دور وہ چلا جائے گا پس

یہ نادانی کا خیال ہے

جو بعض لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے کہ ہم نے ان قربانیوں سے کیا فائدہ اٹھانا ہے اگر ہماری قوم۔ ہمارے خاندان اور ہماری نسل کیلئے عزت کا مقام حاصل ہو جائے تو درحقیقت وہ عزت ہمیں ہی حاصل ہوگی۔ پس اس قسم کے وسوسوں کو چھوڑ کر اپنے اندر ایسی تبدیلی پیدا کرو جو تمہیں دین کے لئے

ہر قسم کی قربانیوں پر آمادہ کر دے

اور تمہیں سچا بہادر بنا دے۔ (باقی)

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ اخبار بدر ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء میں ختم ہے

۱۷۷۲ مکرم مرزا عزیز بیگ صاحب مدراس۔
۱۵۳۱ ؍؍ عبد الباری صاحب بمبئی ۹
۱۸۰۲ ؍؍ فضل الرحمن صاحب خوردہ اڑیسہ
۱۸۰۴ ؍؍ شفیع احمد صاحب کلکتہ
۱۸۰۷ ؍؍ عبد الکریم صاحب سرینگر
۱۸۰۸ ؍؍ ایس اے کیو سیف الدین صاحب جاجپور (اڑیسہ)
۵۳۴ ؍؍ شیخ طاہر الدین صاحب کیرنگ
۱۸۲۸ ؍؍ ایم مبارک احمد صاحب لیڈر حیدر آباد دکن
۸۲۹ ؍؍ عبد الغنی صاحب مبارک احمد صاحب بھدرواہ کشمیر
۱۹۶۳ ؍؍ بشیر الدین محمود احمد صاحب حیدر آباد
۱۲۸۰ ؍؍ میر عبد الجلیل صاحب خمو گہ

۱۱۲۴ مکرم مولوی سید حسین صاحب کنڈور حیدر آباد دکن
۱۱۵۶ ؍؍ سید عاشق حسین صاحب پتور ملکی بہار
۱۹۶۹ ؍؍ نذیر احمد صاحب گلبرگہ یادگیر میسور
۲۰۲۲ ؍؍ انیس الرحمن صاحب پُر کیلا اڑیسہ
۱۹۳۵ ؍؍ ڈی وی شرما صاحب مینجر بل آندھرا
۲۰۰۹ ؍؍ سید محمد سلیمان صاحب جمشید پور بہار
۱۶۰۴ ؍؍ محی الدین صاحب غوری شاد نگر دکن
۱۱۹۶ ؍؍ راجہ غلام محمد صاحب بیک امیر چک کشمیر
۲۰۲۴ ؍؍ عبد الرحمن صاحب بٹ کنڈور کشمیر
۲۰۲۵ ؍؍ محمد ابراہیم صاحب شیندرہ کشمیر
۱۵۵۹ ؍؍ سید منظور احمد صاحب بھوبنیشور (بہار)

(مینجر بدر)

جمعیۃ علماءِ ہند کے اجلاس سورت کی تجاویز کا حشر

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن - بمبئی

چار سال کی بات ہے کہ سوراشٹر کے ساحل کے شہر سورت میں جمعیۃ علماء ہند کا جو ایک سالانہ اجلاس منعقد ہوا تھا اس اجلاس میں کوشش کی گئی تھی کہ جمعیۃ علماء ہند کی طرف فرقہ آرائی، عافیت کوشی اور غفلت شعاری کی جو داستانیں منسوب کی جاتی ہیں۔ وہ غلط ثابت ہوں اور اسے ایک وحدت پرست۔ سخت کوشش اور بیدار مغز جماعت ثابت کیا جائے۔ اس اجلاس میں چند ایسی تجاویز منظور کی گئیں۔ جو اس کی ان اندرونی کیفیات کی طرف اشارہ کرتی تھیں مثلاً یہ کہ

۱۔ وحدت کلمہ پر امتِ مسلمہ کی تشکیل

۲۔ مختلف زبانوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ کی اشاعت۔

۳۔ ایک تبلیغی ادارہ کا قیام وغیرہ

ظاہر ہے کہ یہ بڑی ولولہ انگیز تجویزیں تھیں۔ اور یہ ناممکن تھا کہ کوئی ہمدردِ قوم و ملت ان تجاویز کے بعد جمعیۃ کی طرف تعاون کا ہاتھ نہ بڑھاتا۔ چنانچہ میں نے بھی اخبار "بدر" کے ذریعہ جماعت احمدیہ کی طرف سے اس کی خدمت میں تعاون کی پیشکش کی۔ خیال تھا کہ جمعیت اب تازہ دم ہو کر میدان عمل میں آئے گی۔ اور ان مقدس تجاویز کو جامہ عمل پہنانے کے لئے جدوجہد کا آغاز کرے گی۔ ہفتے مہینوں میں اور مہینے سالوں میں تبدیل ہو گئے مگر افسوس کہ جمعیۃ علماء اپنے مرکز ثقل سے ذرا نہ ہلی سستی اور درماندگی کا مادہ اخذ جو اس اجلاس سے پہلے پایا جاتا تھا اجلاس کے بعد بھی باقی رہا۔

جمعیت کے صوبائی اجلاس

لطف یہ کہ اس کے بعد بھی جمعیت کے اور کئی صوبائی اجلاس ہوئے۔ اور ان میں ان تجاویز کو بروئے کار لانے کے لئے کئی معین راہیں بھی ڈھونڈی گئیں۔ جیسے متحدہ بمبئی کے صوبائی اجلاس میں ایک ایسے ادارے کے قیام پر زور دیا گیا جس میں ہر فرقہ و مسلک کے علماء پرانے اور نئے علوم کی روشنی میں ایسے مقامات اتصال کی تلاش کریں جہاں "وحدت کلمہ" کے اصول پر تمام اسلامی فرقوں کو دعوت واتحاد و اتصال دی جائے۔ تاکہ اس وقت جو قدیم وعتیق کے درمیان اختلاف کی جو خلیج نظر آتی ہے وہ پاٹ دی جائے مگر افسوس کہ اس سنگم کی تلاش کے لئے ابھی تک جمعیت علماء ہند کا کوئی قافلہ روانہ نہیں ہوا۔ اسی طرح ملکی اور بین الاقوامی طور پر اور بہت سے ایسے داعیے پیدا ہوئے جو جمعیت کے لئے مہمیز کا کام کر سکتے تھے۔ مگر جمعیت احساسات کی تندی و تیزی سے دور ہی رہی

خلیل احمد جامعی کا انکشاف

انہیں دنوں مولانا خلیل احمد جامعی کا ایک مضمون "جمعیۃ علماء ہند" خصوصاً اس کے "اجلاس سورت" کے متعلق شائع ہوا ہے۔ اس میں انہوں نے اس امر کا انکشاف کیا ہے کہ جمعیت کے "اجلاس سورت" کے بعد بہت سے لوگ پُر امید ہو گئے تھے اور یہ توقع باندھنے لگے تھے کہ یہ عہدِ ایثار و قربانی کا اعلیٰ کردار پیش کرنے والی ہے۔ لیکن جب کچھ دنوں کے بعد اس کی زندگی میں تعطل کی کیفیت نظر آنے لگی تو چند ہی خواہانِ ملت نے اربابِ جمعیت کو اس غفلت و مداہنت کی طرف توجہ دلائی۔ ۱۹۵۸ء میں ایک عرضداشت جمعیۃ علماء اتر پردیش کی وساطت سے مرکزی جمعیت کو بھیجی گئی۔ اس میں ان تجاویز کو روبہ عمل لانے کے لئے بہت سے قیمتی مشورے دیئے گئے۔ مگر وہ سب ناقابل توجہ سمجھے گئے۔ یہ تو ان لوگوں کی کوششوں کا حشر تھا جو براہ راست جمعیت سے وابستہ ہیں۔ اگر اس حالت میں جماعت احمدیہ کی "تعاون کی پیشکش" جمعیت کی زبان پر نہ آئی تو ہم کیا شکوہ کریں مگر جماعت احمدیہ

جماعت احمدیہ کا تعارف

جو جمعیت کی آج کی تجاویز پر روزِ اول سے گامزن ہے اور اس عہدِ عتیق میں، سابقون الاولون کا مصداق قرار پا چکی ہے۔ پھر اِن قوامیس "نظرت" کی حفاظت کا عہد کرتی ہے جن سے بنی نوع انسان کا ملی و اخلاقی و روحانی شعور پیدا ہوتا ہے

وحدت کلمہ پر امت مسلمہ کی تشکیل و تبلیغ یہ وہ جذبے ہیں جو اس کی اخلاقی و روحانی شعور کی ترجمانی کرتے ہیں۔ جمعیت اگر ان عظیم القدر آنہ کو لے کر آگے بڑھتی تو ہم یقیناً اسے مبارکباد دیتے۔ لیکن جب صورت حال یہ ہے کہ علماء و مشائخ کا یہ قافلہ سعوبت سفر سے چور ہو گیا ہے چالیس سال تک جدوجہد کرنے کے بعد اب اس میں کوئی توانائی نہیں رہی۔ ان عظیم اقدار کی تبلیغ و حفاظت کے لئے صرف جماعت احمدیہ ہی میدان عمل میں رہ گئی۔ اس لئے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ پھر ایک بار قوم کو جماعت احمدیہ سے متعارف کرائیں۔ اور اس کی عملی زندگی کے اس پہلو کو اجاگر کریں جو جمعیت کی ان تجاویز سے تعلق رکھتا ہے

خلیل احمد جامعی کا مشورہ

"مولینا خلیل احمد جامعی" نے اپنے مضمون میں ایک بات بڑی اہم کہی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان پارسالوں میں بہت سے اسلامی فرقوں کے عقائد و دینیات کے وہ پہلو سامنے آگئے ہیں جو پہلے پوشیدہ تھے۔ اس لئے ان پر غور و فکر کر کے "وحدت کلمہ" کی بنیاد پر وحدت و اتحاد دینی کچھ مشکل نہیں مگر ضرورت اس امر کی ہے کہ ان امور پر متانت و سنجیدگی سے غور کیا جائے۔

جب کبھی اس قسم کے مطالبے زیر غور آتے ہیں تو طبعی طور پر ہمیں اس بات کا انتظار رہتا ہے کہ دیکھیں اب اربابِ جمعیت یا اس ادارہ کے متین و سنجیدہ علماء جماعت احمدیہ کے متعلق کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ ایک غلط فہمی جو ستر سال سے چلی آرہی ہے اس کے ازالہ کے لئے کیا قدم اٹھاتے ہیں۔

اس خواہش نے پارسال تک ہمیں آتشِ انتظار میں جلایا۔ بار بار چاہا کہ ہم "اربابِ جمعیت" سے پوچھیں کہ آپ اور جماعت احمدیہ "کلمہ طیبہ" پر متحد ہیں یا نہیں؟ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی یہ تحریر ابھی تک آپ کی نظروں سے گذری ہے یا نہیں؟

> ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں۔ جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گذران سے کوچ کریں گے۔ یہ کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں۔ جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی۔ جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے"
> (ازالہ اوہام)

اور جماعت احمدیہ جو روزانہ پانچ مرتبہ اپنی اذانوں میں کلمہ تشہد کا اعلان کرتی ہے۔ وہ آواز ابھی تک آپ نے سنی ہے کیا نہیں؟ جمعیت کی غفلت شعاری یا بیدار مغزی کا فیصلہ اسی ایک امر پر منحصر ہے

ہم وجودیت اور حقیقت پسندی

اس جگہ ہم یہ بھی عرض کر دیں کہ ہم جو اس دعوتِ اتحاد پر لبیک کہتے ہیں۔ اس میں ہمارا کوئی ذاتی یا جماعتی مفاد نہیں۔ ہم اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی میں ہرگز اس دعوت کے محتاج نہیں۔ ہم ستر سال سے اس میدانِ عمل میں الگ تھلگ رواں دواں ہیں۔ ہمارا وجود قوم کی نظر عنایت کا رہینِ منت نہیں۔ سنت الٰہی اور ایک لمبے تجربہ کے بعد ہمارا رجحان استقلال کی طرف ہے۔ ہم پر نگرانی صرف کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی ہے۔ مگر زندگی کا ایک اور رُخ ہے یعنی "ہم وجودیت" ہم اس کے بھی منکر نہیں۔ اس لئے جب کوئی ہمیں یہ پیغام دیتا ہے تو ہم بشاشت سے قبول کرتے ہیں اور اس کا محرک دراصل ہماری خیر اندیشی کا یہ جذبہ ہوتا ہے کہ ہماری طرح دوسری جماعتیں بھی "حقیقت پسند" بن جائیں۔

اگر آج اربابِ جمعیت اپنی معاندانہ پالیسی سے توبہ کریں اور وحدت کلمہ یا ہم وجودیت کے اصول پر عمل پیرا ہو جائیں تو اس سے ہماری پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ ہمیں مسرت صرف اس بات کی ہو گی کہ اسلامیانِ ہند کا یہ معزز طبقہ اب حقیقت پسند بن گیا

مسئلہ احمدیت

اور سچ پوچھئے تو اس وقت امتِ مسلمہ کا سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے کہ جماعت احمدیہ کا شمار کس طبقہ میں ہے۔ پہلے یہ جماعت ایک ننھے پودے کی طرح تھی اس وقت لوگ اس کی حقیقت و خواص سے ناواقف تھے۔ مگر اب یہ ایک مضبوط درخت ہے اور تمام اکناف عالم میں اس کے شیریں و صحت بخش پھلوں کے خواہشمند نظر آتے ہیں۔ امت مسلمہ کے لئے یہ مسئلہ وقت کا ایک اہم مسئلہ بن گیا ہے۔ اور کچھ دنوں کے بعد تو مسلمانوں کے دینی مسائل میں جماعت احمدیہ کا وجود ہی سب سے اہم مسئلہ بن جائے گا۔ تو کیا یہ دور اندیشی و بیدار مغزی کا تقاضا نہیں

کہ آج ہی اسلامیانِ عالم کو جماعت احمدیہ کے حقیقی منصب سے آگاہ کر دیا جائے تا آنے والی نسلیں اپنے اسلاف سے بدظن نہ ہوں اور امت کے پچھلے طبقے کو اگلے طبقے کے لوگوں کو برے الفاظ میں یاد کرنے کا موقعہ نہ ملے۔

تبدیلی کے آثار

ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ جمعیت کی بعض عظیم شخصیتوں کے خیالات میں کچھ تبدیلی کے آثار نظر آنے لگے ہیں۔ ابھی بارہ وفات کے موقعہ پر بمبئی میں مولانا ابوالوفا صاحب شاہجہانپوری نے کئی بار سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ "خدا انہیں جنت نصیب کرے" یہ جملہ ایک عظیم ذہنی انقلاب کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ خدا کرے کہ یہ انقلاب نتیجہ خیز ثابت ہو۔

پہلے دین کے یہ منادی کبھی اس بات کے روادار نہیں تھے کہ جو ان سے اختلافِ رائے کرے۔ اسے خدا کی جنت میں بھی جگہ دیں۔ مگر اب ان میں حقیقت پسندی آ رہی ہے۔ ان کا "طرزِ فکر" اور "زاویۂ نگاہ" بدلتا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ اس تبدیلی کی انتہاء "تصدیقِ احمدیت" پر ہوگی۔ احساسات کی یہ چبھن جو کبھی کبھی اربابِ جمعیت بھی اپنے دل میں محسوس کرتے ہیں۔ یقیناً رنگ لانے والی ہے۔

احمدیت کی قبولیت عامہ

آخوشیت سے اس تیسمانہ ردعمل کا کیا جواب کہ وہ پیغامِ احمدیت جو اپنے وطن میں تیرِ ملامت کا نشانہ بنا۔ اور حسنِ ازل کا وہ جلوہ جس سے نامحرموں کے گھروں میں اور تیرگی پیدا ہو گئی۔ آج دیش و پردیش میں اربابِ دانش کا مرکزِ توجہ بنا ہوا ہے۔ اور اس چراغ سے بہت سے گھروں کے چراغ جلائے جا رہے ہیں۔ کیا اس وقت جماعت احمدیہ پر "شجرۂ طیبہ" اور "نور اللہ" کا اطلاق صادق نہیں آ رہا۔ کیا اس کی شاخیں اکنافِ عالم میں نہیں پھیلیں اور کیا پھونکوں سے اس چراغ کے بجھانے والے ناکام نہیں رہے۔

حقیقت محمدیت واحمدیت

یہ حیثیت اپنی ایسی نہیں جس کے سمجھنے کے لئے "دلیلِ اِنّی" کی ضرورت ہو۔ یہ حقیقت تو ہم بزرگوں کے اس مقولے سے سمجھ سکتے ہیں۔ کہ "درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے"۔ آج درختِ احمدیت کے تمام پھلوں پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی مہر لگی ہوئی ہے۔ آج احمدیت کے نام پر ہم دنیا کو اسلام کی روحانی غذا دے رہے ہیں۔ ہمارا اپنے آپ کو احمدی کہنا یہ بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ہم اس ایٹمی زمانے میں بھی "گنبدِ خضرا" کے ارد گرد چکر لگا رہے ہیں۔ محبت و عقیدت کا یہ محسوس مظاہرہ عہدِ صحابہ کے بعد کبھی اس شان سے نہیں ہوا۔ مسلمانوں میں حدیث۔ فقہ اور تصوف کے نام پر سینکڑوں اصلاحی تحریکیں اٹھیں مگر ان میں سے کوئی قابلِ ذکر تحریک دنیا میں محمدی یا احمدی تحریک کے نام سے متعارف نہیں ہوئی۔ مالکی۔ حنفی۔ شافعی و حنبل کے نام تو سننے میں آتے ہیں۔ اسی طرح قادری۔ چشتی۔ نقشبندی اور سہروردی سلسلوں کا ذکر آتا ہے مگر اس قسم کا کوئی سلسلہ "سلسلہ احمدیہ" کے نام سے موسوم نہیں ہو سکا۔ حالانکہ کم سے کم سلسلہ حنبلی کا نام "احمدی" ہونا چاہیئے تھا۔ اس لئے کہ اس فقہ کے بانی کا نام "احمد بن حنبل" ہے۔ مگر تصرفِ الٰہی دیکھیئے کہ عوام و خواص میں یہ سلسلہ احمدی ہونے کی بجائے حنبلی نام سے مشہور ہو گیا۔ اس نکتہ پر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ محمدیت یا احمدیت کی جو نسبت سید الکونین احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے۔ یہ شرف ۱۳ سو سال کے اندر صرف دو طبقوں کو ملا۔ "قرونِ اولیٰ" میں طبقۂ صحابہ کو اور "قرونِ آخر" میں غلامانِ مسیح موعود علیہ السلام کو۔ جماعت احمدیہ کا یہ منفرد کردار اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے اگر براہِ راست کسی جماعت کا تعلق ہے تو وہ صرف "جماعت احمدیہ" ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ اربابِ جمعیت کے سامنے جب "وحدتِ کلمہ" کی بنیاد پر تشکیلِ امت کا سوال آیا تو اس کی تنظیم و نسق کی سربراہی "جماعت احمدیہ" کے سپرد کی جاتی۔ اور اسے ہی مجلس کا صدرِ اعلیٰ بنایا جاتا۔ مگر اربابِ جمعیت اس نکتے سے غافل رہے۔ حتیٰ کہ وہ ابھی تک "وحدتِ کلمہ" کے مفہوم کی تعیین بھی نہیں کر سکے۔ اگر وہ اس مسئلہ پر ذرا سنجیدگی سے غور کرتے تو یہ ضرورت پوری کرنے کے لئے سب سے پہلے جماعت احمدیہ کو آواز دیتے۔ اور وحدتِ کلمہ کی بنیاد پر امت کی جب تنظیمِ جدید ہوتی۔ تو سرفہرست جماعت احمدیہ کا نام رہتا۔ مگر یہ تو دور کی بات ہے۔ اربابِ جمعیت نے جماعت احمدیہ کے تعاون کی پیشکش کا جواب تک نہ دیا۔ اس سے بعض اوقات یہ شبہ ہوتا ہے کہ شاید "اہلِ جمعیت" جماعت احمدیہ سے کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" سے بھی اتفاق کرنے میں پس و پیش کرتے ہیں۔

جمعیت کی دوسری تجاویز

رہ گئیں جمعیت کی دوسری تجاویز یعنی سیرتِ مقدسہ کی مختلف زبانوں میں اشاعت اور ایک تبلیغی ادارہ کا قیام تو اس کے متعلق کیا کہا جائے۔ امت کا یہ معزز طبقہ ابھی یہ تجاویز منظور کر رہا ہے۔ اور کبھی کبھی ایک منصوبہ بندی کا زبان پر ذکر لاتا ہے مگر جماعت احمدیہ نصف صدی سے ان تجاویز پر عمل کر رہی ہے اس کے ان کارناموں کا چار دانگ عالم میں غلغلہ بلند ہو رہا ہے۔ اس کے ان اعلیٰ کردار پر ہر طرف سے تحسین آفرین کی صدا آ رہی ہے۔ اور اس کی ان مجاہدانہ کارگزاریوں پر ہر سنجیدہ طبقہ میں اظہارِ خوشنودی کیا جا رہا ہے۔

جماعت احمدیہ کی قیادت کی ضرورت

اکابر جمعیت نے ان کی فرائض سے سبکدوش ہونے کے لئے تجربہ کاروں سے مشورے بھی طلب کئے تھے۔ اور دردمندانِ ملت کو دستِ تعاون بڑھانے کی ترغیب بھی دی تھی۔ مگر جہاں تک مجھے معلوم ہے کسی جماعت نے منظم طور پر تعاون کی پیشکش نہیں کی سوائے جماعت احمدیہ کے۔ لیکن اکابر جمعیت نے اس پیشکش کی بھی کوئی قدر نہیں کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اسلامیانِ ہند میں جماعت احمدیہ کے سوا کسی میں قوتِ فیصلہ پائی جاتی ہے نہ قوتِ عملیہ۔ لہٰذا وقت کا تقاضا تھا کہ اب مسلمانوں کی عنانِ قیادت جماعت احمدیہ کو سونپ دی جاتی۔ وقت کے یہ اہم مسائل جو بار بار ابھر ابھر کے سامنے آتے ہیں یعنی دعوتِ اتحاد اور تبلیغی ادارے کا قیام وغیرہ جماعت احمدیہ کے سوا کون ہے جو اس وقت یہ مسائل حل کر سکتا ہے۔

ہم مؤدبانہ طور پر مسلمانوں کے اس برگزیدہ طبقہ سے درخواست کرتے ہیں کہ یہ دور جوہری توانائی کا ہے۔ زمانہ برق رفتار ہو گیا ہے ہمیں بھی اس کے قدم سے قدم ملا کے چلنا ہے ورنہ صدیوں پچھڑ جانے کا اندیشہ ہے۔ آپ چالیس سال تک اپنی رفتار سے چلتے رہے مگر اب آپ کی رفتار بھی نہیں رہی۔ اب آپ کے لئے کنجِ عافیت زیادہ موزوں ہے۔ چھوڑ دیجئے ان قومی ذمہ داریوں کو۔ اور حوالے کیجئے ان کے۔ جو اس زمانے میں اس کے سب سے زیادہ اہل ہیں۔ ستر سال سے آپ اس جماعت کی پیش قدمی کے راستے پر روک بنتے رہے ہیں۔ اب تلافی مافات کیجئے۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو شاید آپ کی یہ نیکی زندگی بھر کی نیکیوں پر سبقت لے جائے گی۔

یہ ایک واقعہ ہے کہ مسلمانوں کا ایک طبقہ جماعت احمدیہ کے کارناموں کا معترف ہے اور وہ اس جماعت میں آکر ان پاک فرائض کی ادائیگی میں ہاتھ بٹانا چاہتا ہے مگر وہ اس اقدام سے پہلے آپ کو بھی مستفسرانہ نظروں سے دیکھتا ہے اور آپ کی اجازت کا منتظر رہتا ہے۔ اگر اس وقت آپ بتا دیں کہ جماعت احمدیہ ایک امامِ برحق کے سائے میں مسلمانوں کے قومی و ملی فرائض انجام دے رہی ہے۔ لہٰذا جو جمعیۃ علماء ہند کی منظور کردہ تجاویز پر عمل پیرا ہونا چاہتا ہے وہ جماعت احمدیہ کے ساتھ ہو جائے تو یقیناً اس سے آپ کی عاقبت سنور جائے گی اور مسلمان وقت کا سب سے اہم مسئلہ حل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

درخواستہائے دعا

۱۔ محترم سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندر آباد کی صاحبزادی ہاجرہ بیگم صاحبہ جو وجع المفاصل کے عارضہ سے بیمار ہیں۔ اب وہ روبصحت ہیں لیکن ابھی تک بایاں ہاتھ اور بایاں پیر پوری طرح حرکت نہیں کر رہے ہیں۔ علاج جاری ہے۔ احباب صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرماویں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

۲۔ چوہدری عبدالقدیر صاحب درویش قادیان اپنی نومولودہ بچی کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے ۷ر اکتوبر کو میرے بھائی شیخ مقبول احمد کو لڑکا عنایت کیا ہے عزیز کی عمر میں برکت اور خادمِ دین بننے کے لئے دعا کی جائے۔

(زبیدہ خاتون سیکرٹری لجنہ اماء اللہ سونگھڑہ)

۴۔ مجھے عنقریب ایک سفر درپیش ہے۔ اس سفر کے بخیر و خوبی انجام پانے کے لئے دعا فرماویں۔

(زہرہ خاتون سونگھڑہ)

ماہنامہ "پاسبان" الہ آباد کے ایک مضمون پر محققانہ تبصرہ

از مکرم سید غلام مصطفیٰ صاحب پروپرائٹر آئیڈیل فارمیسی مظفر پور بہار

(۵)

(یہ اس مضمون کی کڑی قسط ہے۔ تسلسل کے لئے دیکھیں سابقہ اقساط۔
ایڈیٹر)

یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکومتِ وقت کی اطاعت کرنے پر طعن کرتے ہوئے یہ نہیں سوچتے کہ حضرت یوسف علیہ السلام شاہ (فرعون) کے وزیر خزانہ اور اس کی حکومت کے انتظام اور انصرام میں اس کے معین ومددگار رہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں مذکور ہے۔ قال الملك ائتوني به استخلصه لنفسي فلما كلمه قال انك اليوم لدينا مكين امين ۝ قال اجعلني على خزائن الارض اني حفيظ عليم ۝ پ۱۳ جب بادشاہ کے ساقی نے حضرت یوسف علیہ السلام کی نسبت خبر دی کہ وہ خوابوں کی تعبیر بہت صحیح کرتے ہیں تو بادشاہ نے کہا کہ ان کو (یوسفؑ) لے آؤ تاکہ میں خالص کروں اس کے اپنے نفس کے لئے (یعنی اپنا مشیر یا وزیر خاص بناؤں) پھر اس نے (بادشاہ نے) ان سے (حضرت یوسفؑ) سے گفتگو کی تو کہا کہ تو آج کے دن ہمارے نزدیک مرتبہ والا اور امانت والا ہے تو (یوسفؑ نے) کہا مجھ کو ملک پر مقرر کر (یعنی وزیر خزانہ مقرر کر) یقیناً میں نگہبانی کرنیوالا اور خوب جاننے والا ہوں (یعنی تیرے مال کی اچھی طرح حفاظت کروں گا اور میں اس علم کو اچھی طرح جانتا بھی ہوں) پارہ ۱۳ پھر تورات میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ جب حضرت یوسفؑ کے والد ماجد حضرت یعقوبؑ اور ان کے بھائی کنعان سے مصر آگئے اور شاہ مصر نے اپنی عملداری میں خاص جگہ رہنے کو ان کو دیدی جس کے وہ طلبگار تھے تو حضرت یوسفؑ اپنے والد کو بادشاہ کے دربار میں لے گئے اور انہوں نے جاتے اور آتے فرعون کے لئے دعا کی چنانچہ لکھا ہے "تب یوسف اپنے باپ یعقوب کو اندر لایا اور اسے فرعون کے سامنے حاضر کیا۔ اور یعقوبؑ نے فرعون کے حق میں دعائے خیر کی۔ اور فرعون نے یعقوب سے پوچھا کہ تیری عمر کے برس کتنے ہیں۔ یعقوبؑ نے فرعون سے کہا میری مسافرت کے برس ایک سو تیس ہیں۔ اور میری زندگی کے برس تھوڑے اور بُرے ہوئے اور وہ میرے باپ دادوں کی زندگی کے برسوں کی مدت کو جب وہ مسافرت کرتے تھے نہ پہنچے پھر یعقوب فرعون کے لئے دعائے خیر کر کے فرعون کے حضور سے باہر گیا" (پیدائش ۴۷ آیت ۷ تا ۱۰)

کیا ان کے متعلق بھی مضمون نگار مذکور کہیں گے کہ (نعوذ باللہ) حکومت کو باقی رکھو کر شرک اور فسق کے زور کا منہ پھیر دینا کاغذ پر تو ممکن ہے مگر عمل اور نتیجہ میں دشوار۔ اگر وہاں دشوار نہ تھا تو یہاں بھی دشوار نہیں۔ ارشاد نبوی ہے دیکھیے (داخلؑ) پھر اطاعت و فرمانبرداری تو یہ لوگ بھی کرتے آئے ہیں اور کر رہے ہیں مگر اس اعتقادات اور نقطۂ نظر کے ساتھ کہ ہر غیر کی حکومت کی اطاعت اور فرمانبرداری ناجائز ہے اور ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ اگر تمام لوگ اپنی اپنی حکومت کے وفادار اور فرمانبردار ہونے کا اصول نہ مانیں اور حکومت سے مخالفانہ یا باغیانہ رویہ کو جائز سمجھیں تو امن عالم قائم ہو نہیں سکتا۔ اس لئے فرق ان میں اور ہم میں یہ ہے کہ یہ وہی کام منافقت سے کرتے ہیں اور ہم مومنانہ صدق سے۔

قولہ:- بس ایک بات اور رہ گئی ہے جماعت احمدی کے بارے میں آپ کا لکھنا صحیح نہیں کہ جماعت نے ہمیشہ اپنے شجرِ ایمان کی آبیاری اپنے خون سے کی ہے۔ ایسا فقط ایک واقع ہے اس کو آپ نے نقل بھی کیا ہے افغانستان میں ایک مبلغ کا قتل وبس۔

اقول:- ان کے اس صریح جھوٹ کو ظاہر کرنے کے لئے نہ ہی زیادہ لمبی چوڑی بحث کی ضرورت سمجھتا ہوں نہ ہی اپنی کتابوں کے حوالے دینا چاہتا ہوں تحقیقاتی عدالت کا اقتباس اس کی تغلیط کے لئے کافی وبس ہے اس کے بعد ناظرین خود فیصلہ فرما لیں کہ یہ قطعیت ان کی جھوٹ پر دلال ہے یا ان کی جہالت پر۔

زیر عنوان "افغانستان میں احمدیوں کی سنگساری (شہادت)"
"پہلا احمدی جس کو اس قانون کے ماتحت (کہ اسلام میں ارتداد کی سزا موت ہے ناقل) جان دینی پڑی ایک شخص عبد الرحمٰن خان تھا جو امیر عبد الرحمٰن خان کے عہد حکومت میں ہلاک کیا گیا۔ دوسرا عبد اللطیف تھا جو ۱۹۰۳ء میں امیر حبیب اللہ خان کے دورِ حکومت میں سنگسار کیا گیا۔ عبد اللطیف افغانستان کا باشندہ تھا اور کچھ مدت تک مرزا غلام احمد (علیہ السلام ناقل) کی صحبت میں رہ کر خود احمدی ہو گیا تھا۔ جب وہ ۱۹۰۳ء میں افغانستان کو واپس آیا تو علماء نے اس کو احمدی ہو جانے کی وجہ سے مرتد قرار دیا۔ اور اس کو موت کی سزا دی۔ چنانچہ وہ کمر تک زمین میں زندہ گاڑ دیا گیا۔ یہی حشر نعمت اللہ خان کا ہوا۔ جس کو علمائے افغانستان نے احمدی ہونے کی وجہ سے مرتد قرار دیا۔ چنانچہ وہ ۳۱ اگست ۱۹۲۴ء کو بمقام شیر کوٹ برسرِ عام سنگسار کر دیا گیا۔ نعمت اللہ کی سزائے موت پر ہندوستان میں اس امر کے متعلق نزاع پیدا ہو گیا کہ آیا اسلام میں مرتد کی سزا موت ہے یا نہیں"۔ (رپورٹ تحقیقاتی عدالت (مقرر کردہ زیر پنجاب ایکٹ ۲ ۱۹۵۴ء) برائے تحقیقات فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء ۔۔۔۔ اردو ایڈیشن ۸) [illegible]

قولہ:- اور پاکستان میں جو کچھ ہوا اس کی وجہ ختم نبوت کا مسئلہ آپنے بالکل غلط بات کہی وہ سارا جھگڑا سیاسی تھا احمدی جماعت کا قافلہ اپنے امام و پیشوا کے ساتھ ۱۹۴۷ء میں پاکستان گیا اور یہ جھگڑا ۱۹۵۲ء کے آخر میں کھڑا ہوا۔ اسلئے یہ کہنا کہ ان لوگوں نے تبلیغ و تلقین میں جانیں گنوائیں صحیح نہیں ہے۔

اقول:- ہم مضمون نگار مذکور کے بہت سے جھوٹ اور افتراء کو پوری طرح ظاہر کر کے معقول اور منقول طور پر ان کا صریح طور پر جھوٹا ہونا ثابت کر چکے ہیں۔ مگر یہ تو ان کا تاریخی جھوٹ ہے جس پر ہر پڑھا لکھا آدمی جس کو دنیا کی خبروں سے آگاہی ہوتی ہے اور جس جس نے تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ جس میں کل متعلقہ پارٹیوں، سرکاری نوکروں اور حکومت کے سربراہوں کے بیانات قلمبند ہیں پڑھی ہے۔ اس پر نفرین کرے گا اور یقیناً ان کے ہمنوا بھی ان کو اپنی مجلسوں میں ضرور کہیں گے کہ ایسا تاریخی جھوٹ بولتے وقت تو اپنی رسوائی کا خیال کرنا چاہیئے تھا۔ اور باوجود اس کے کہ یہ جھوٹ اور فریب جو احمدیت کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے اس پر مخالفین واہ واہ کرتے ہیں۔ اب یہ نہیں کہ کوئی واقف کار اس جھوٹ کو سراہے۔ دروغ گوئم بر روئے تو کی مثل تو سبھی نے سنی ہوگی مگر دروغ گوئم بر روئے عالم کی مثال مضمون نگار مذکور نے قائم کی ہے۔ یہ جھگڑا سیاسی تھا یا مذہبی۔ اور جماعت احمدیہ کے کچھ لوگوں کے اپنے امام کے ساتھ ہجرت کرنے کی وجہ سے ہوا یا احراریوں اور دوسرے سیاسی بازیگروں نے اپنی دوسیاہی کو دور کرنے کی سعیٔ ناکام کے لئے کھڑا کیا۔ اس پر بھی اپنی طرف سے دلیل و حجت پیش کرنے کی بجائے صرف تحقیقاتی عدالت کے چند اقتباسات پر اکتفا کروں گا جس سے ناظرین کو پتہ لگ جائے گا کہ جس کالک کو وہ ہمارے ماتھے پر لگانے کی ناکام کوشش کرنا چاہتے ہیں وہ ان جیسے سیاسی لوگوں کے ماتھے کا لکہ ہے۔ مقابلہ درحقیقت تھا پاکستان کی مرکزی حکومت اور ان سیاسی بازیگروں کا، احمدیوں کو تو محض اپنے دیرینہ بغض اور عوام کے مذہبی جذبات کو ابھار کر ان کی حمایت حاصل کرنے کے لئے ظلم و ستم کا ہدف نشانہ بنایا گیا ورنہ احمدیوں کو خدانخواستہ سیاسی جوڑ توڑ سے کیا سروکار۔

(۱) فسادات کیوں ہوئے؟ / یہ فسادات کیوں ہوئے؟

بات یوں ہوئی کہ ۱۳ جنوری ۱۹۵۳ء سے لے کر ۱۸ جنوری ۱۹۵۳ء تک کراچی میں آل پاکستان مسلم پارٹیز کنونشن منعقد ہوئی۔ جس نے ایک مجلس عمل ترتیب دی۔ اس مجلس نے چند علماء کو یہ اختیار دیا کہ وہ ایک وفد کی صورت میں وزیر اعظم پاکستان کو بتاریخ ۲۱ جنوری ۱۹۵۳ء بمقام کراچی ایک الٹی میٹم دے دیں۔ چنانچہ اس وفد نے الٹی میٹم دے دیا۔

جس کو خواجہ ناظم الدین (سابق وزیر اعظم) نے رد کر دیا۔ یہی استرداد فسادات پھوٹ پڑنے کا باعث ہوا۔ . . .

ریپورٹ تحقیقاتی عدالت ص۱

(ب) فاضل ججوں نے کہا :۔

جس نزاع کا نتیجہ فساد کی صورت میں رونما ہوا اس کی ابتداء اس مناقشہ سے ہوئی تھی جس کو سرکاری تحریروں میں احرار احمدی نزاع کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ یہ نزاع تقسیم سے بہت پہلے موجود تھا۔ لیکن ہمارے سامنے تمام غیر احمدی فریقوں نے اس تعبیر کے خلاف اظہار ناراضی کیا۔ اس بناپر کہ احمدیوں سے اختلاف صرف احرار تک محدود نہیں بلکہ مسلمانوں کے تمام فرقے ان اختلافات پر متحد ہیں :

(ج) تحقیقاتی عدالت کے ججوں نے لکھا :۔

" مطالبات تین تھے۔ پہلے مطالبہ میں حکومت سے کہا گیا تھا کہ احمدیوں کے قادیانی فرقے کو ایک غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ دوسرے مطالبے کا منشاء یہ تھا کہ چوہدری ظفر اللہ خاں کو وزیر خارجہ کے عہدے سے برطرف کیا جائے اور تیسرے مطالبہ میں یہ تھا کہ دوسرے احمدی جو مملکت کے کلیدی عہدوں پر فائز ہیں موقوف کر دیئے جائیں ہمارے سامنے سب جماعتوں نے تسلیم کیا ہے کہ ان تینوں مطالبات کی نوعیت سیاسی نہیں بلکہ قطعی طور پر مذہبی ہے۔

ریپورٹ تحقیقاتی عدالت ص۱۹۴

ان اقتباسات کے بعد مضمون نگار مذکور کی دیدہ دلیری اور ڈھٹائی کا اندازہ کرنے کے لئے ان کے الفاظ پڑھ لیجئے۔ فرماتے ہیں " پاکستان میں جو کچھ ہوا اس کی وجہ ختم نبوت کا مسئلہ آپ نے بالکل غلط کہا۔ وہ سارے جھگڑے سیاسی تھے . . . . اس لئے یہ کہنا کہ انہوں نے تبلیغ و تلقین میں جانیں گنوائیں صحیح نہیں " مطلب یہ کہ احراریوں اور دوسرے فسادیوں سے احمدیوں کا سیاسی جھگڑا تھا۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

اور کمال یہ ہے کہ مخاطب بھی علامہ نیاز فتحپوری جیسا معلوم الخیال اور غیر معروف اخبار کا پتہ بتاتے ہیں ان کو Anti Ahmadia Movement (اینٹی احمدیہ موومنٹ) کا حال جناب اوصی صاحب عثمانی بتا رہے ہیں۔ جنہوں نے کبھی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ دیکھی بھی نہ ہوگی۔ مگر علاوہ اور واقفیت علامہ کے رپورٹ

کی ایک جلد کم از کم علامہ موصوف کے کتب خانہ میں ضرور ہوگی۔ اور انہوں نے اس کا مطالعہ بنظر غائر کیا ہوگا۔ وہ مضمون نگار مذکور کی طرح ہوائی اور خیالی باتیں کرنے کے عادی نہیں نہ ان کے پاس کتابوں کی کمی ہے اور نہ علم کی

مجھ کو مضمون نگار پر حیرت ہوتی ہے کہ ناواقفیت اور نادانی کے باوجود آپ کا انداز کلام ایسا ہے کہ معلوم ہوتا ہے جو آپ فرما رہے ہیں۔ وہ نہ صرف قطعی و حتمی ہے بلکہ حرفِ آخر کا حکم رکھتا ہے۔ ان کو نہ اپنی غلطی پر وہ دری کا خیال ہے نہ ہی جھوٹا کہلانے کا خوف۔

قولہ :۔ " مولانا محمد اکمل انحراف محمدی تو ایک ذات بہت بڑی چیز ہے انہیں (احمدیوں کو) تو آپ کی مقصود و مشمولہ انسانیت کی بھی ہوا نہیں لگی۔ یقین نہ ہو تو ان کے کسی ہمسایہ سے پوچھ لیجئے جو ان کا ہم جماعت نہیں ہے۔

اقول :۔ کہتے ہیں مینڈکی کو زکام۔ یہ اور احمدیوں کی نسبت فرمائیں کہ ان کو انسانیت کی بھی ہوا نہیں لگی۔ اور ان کے پڑوسیوں سے پوچھ لینے کا حوالہ دیتے ہیں۔ اگر ہماری انسانیت اور ہماری شرافت، ہماری تہذیب اور ہمارا اخلاق بالغ نہ ہوتا تو آپ کے کاذبانہ اور حق پوشی کو اس بات کا بھی جواب ملتا بلکہ دے کر ان کو ان کے گھر تک پہنچا دیتے۔ مگر ان مواقع کی وجہ سے ہم سوائے اس کے کیا کہیں کہ ان کے مذکورہ بالا استنے صریح جھوٹ پر ناظرین اس کو بھی قیاس کر کے ان کے کذب کا اندازہ کر سکتے ہیں

قولہ :۔ اس وقت جماعت احمدی اور اس کے بانی کے سلسلے میں اس سے زیادہ کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ ختم نبوت اور اس سے متعلق مسائل پر ایک ضخیم کتاب طباعت کی منتظر ہے۔ انشاء اللہ کبھی بر آمد ہوگی اور اگر لاولد کی مثال ہوگی تو اس کا مقصد اور حشر وہی ہوگا جو تحریک تحفظ ختم نبوت کا ہوا (ناقل) ایک چھوٹا سا رسالہ بھی لکھا ہے۔ چھپ گیا تو ماہنامہ محمودن کا ذاب تک تو جہاں تک مجھ کو علم ہے چھپا

نہیں ہے۔ یاشا یہ فرقہ ہا لغیہ جس کے آپ مداح ہیں ان کی سنت پر عمل ہو۔ ناقل) اگلی گفتگو وحی و الہام سے ہوگی جو بڑی حد تک آپ (علامہ نیاز) کے وجہ نازش ہے . . . .

. . . والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

(نقل مطابق الاصل)

اقول :۔ کوئی کتاب و گفتگو اگر برآمد ہوئی تو وہ بھی مضامین مذکورہ کی طرح کذب و افتراء کا پلندہ ہی ہوگی۔ جو شخص معمولی عربی زبان کی نحوی ترکیبوں سے بھی ناواقف ہو وہ مسائل ختم نبوت پر ضخیم کتاب لکھنے کا اشتہار دے۔ حیرت ہے۔ یہ حضرت تو الفاظ خاتم النبیین کی نحوی ترکیب ہی بیان نہیں کر سکے ان مسائل پر ضخیم کتاب کیا لکھ سکتے ہیں ذرا اس زیرِ نظر مضمون

کے عربی الفاظ ۔۔۔

نظرِ غائر ڈالی تب بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ انہیں ہرگز ہرگز سہو کتابت قرار نہیں دیا جا سکتا۔ وحی و الہام تو مسائل دقیقہ میں سے ہیں۔ اس کا ذکر ہی کیا۔ بطور نمونہ ذرا مضمون کے اول صفحہ پر مندرج ان الفاظ و تراکیب پر غور فرمایا جائے۔

بالفرض محال۔ حکم۔ مشترقین یورپ مشترقین یورپ علی الاعزاز ن اور صفحہ ۳ پر نویں سطر میں مخصوص متبعین شخص مضمون کے اختتام پر علیٰ من التبع الہدیٰ کی ترکیب پر بھی غور فرمایا جائے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سمجھ دے تا حق و باطل میں فرق دیکھ سکیں۔

(آمین)

تصورِ احمدیت

از جناب سراج رحمانی صاحب صدر اردو مہاراشٹر سوسائٹی بمبئی۔

سراج صاحب جو ایک سلجھا ہوا اور سنجیدہ مزاج رکھتے ہیں۔ بڑے پرخلوص انسان ہیں۔ اور آئینہ دل آشنا صاف رکھتے ہیں کہ باوجود جماعت میں داخل نہ ہونے کے انہوں نے احمدیت کے سوز و ساز کی ترجمانی کی ہے۔ احمدیت کا تصور ان کے نزدیک کیا ہے اسی کو انہوں نے ذیل کے اشعار میں بیان کیا۔ — (ایڈیٹر)

(۱)

بے شک ہم ہے طوفان سے ٹکرائیں گے
حالات بدل دیں گے کہ مر جائیں گے
جو کچھ بھی ہو، سوچا ہے یہی اب ہم نے
یا ڈوبیں گے یا پار اتر جائیں گے

(۲)

وہ اور کوئی ہوں گے جو ڈر جاتے ہیں
جیتے ہوئے بے موت ہی مر جاتے ہیں
حالات کے طوفان میں ہمت والے
غرقاب نہیں ہوتے ابھر جاتے ہیں

(۳)

آؤ کہ نئے دور کا آغاز کریں
انجانی فضاؤں میں بھی پرواز کریں
یہ چاند ستارے ہیں بہت دور مگر
دمساز بنائیں انہیں ہمراز کریں

(۴)

اندیشۂ آفات سے ڈرنا کیسا!
بگڑے ہوئے حالات سے ڈرنا کیسا
یہ تیرے ترنم کے ابھرنے کا ہے وقت
اس وقت کسی بات سے ڈرنا کیسا

(۵)

نئے نئے ہیں ارادے نئی نئی منزل
نظام زیست بدلنے کا وقت آ پہنچا
سجی ہے بزم کریں بیقرار پروانے
جلا دو شمع کہ جینے کا وقت آ پہنچا

(۶)

یہ کون مرے ساتھ چلا آتا ہے
یہ کون مری رہبری فرماتا ہے
گمراہ جو ہوتا ہوں تو قدموں کی طرف
رخ جادۂ منزل کا بدل جاتا

جلسہ ہائے سیرت النبی صلعم

مرسلہ نظارت دعوت و تبلیغ قادیان

رائچور (میسور)

جماعت احمدیہ رائچور نے جلسہ سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم ۱۸ ستمبر سنہ کو بعد نماز مغرب منعقد کیا۔

تلاوت قرآن پاک خاکسار احمد حسین درویش نے کی۔ بعد ازاں نظم بدرگاہ ذی شان خیر الانام مکرم عبد الوہاب صاحب نے نہایت خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ پہلی تقریر خاکسار نے کی۔ جس کا موضوع رحمت للعالمین تھا۔

خاکسار نے بتایا کہ ان جلسوں کا مقصد پورا اور ہمارے آقا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کا موجب تبھی ہو سکتا ہے کہ ہم آپ کے نمونے اور کاموں کو سن کر ان پر عمل کریں۔ نبیوں کی زندگی با عمل اسی لئے ہوتی ہے۔ خاکسار نے مختلف مثالیں دے کر واضح کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف اپنے ماننے والوں کے لئے ہی رحمت کا موجب نہ تھے بلکہ تمام بنی نوع انسان کے لئے آپ رحمت کا موجب تھے۔ خواہ کوئی دشمن ہو یا دوست۔ آپ پہلے جہانوں کے لئے بھی رحمت تھے اور بعد میں تمام آنے والے دوروں کے لئے رحمت کا موجب ہیں۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے آپ کے متعلق فرمایا کہ ہمارا یہ رسول ہر ایک کیلئے بہترین نمونہ ہے۔

دوسری تقریر مکرم مولوی فیض احمد صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ یادگیر نے کی۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کے موضوع پر کی اور بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یتیموں کے لئے نمونہ تھے آپ کے ایسے اعلیٰ ترین اخلاق تھے کہ ہر دیکھنے والا یہ چاہتا تھا کہ یہ ہمارے پاس رہیں۔ اسی لئے آپ کے دادا اور چچا کو اپنی اولاد سے بڑھ کر آپ صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت تھی ہر وقت آپ کو اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ مختلف مثالیں دے کر ثابت کیا کہ آپ جہاں یتیموں کے لئے نمونہ ہیں وہاں والدین والوں کیلئے بھی نمونہ تھے۔ آپ ہر غریب اور امیر کے لئے نمونہ تھے۔ آپ بادشاہ اور محکوم کے لئے نمونہ تھے۔ آپ نے نہایت احسن طریق سے الانعام باتوں پر روشنی ڈالی۔

تیسری تقریر مکرم عبد الغفار صاحب مجاز کی تھی جو ایک غیر احمدی نوجوان ہیں۔ انہوں نے نہایت ہی اعلیٰ پیرایہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کو لوگوں کے سامنے رکھا اور بتایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل کام کیا تھا۔ آپ نے بتایا کہ سب سے بڑا کام آپ کی تبلیغ تھا جسے آپ نے اور آپ کے صحابہ کرام نے کیا جب سے مسلمانوں نے اس کام کو چھوڑ دیا اسی وقت سے پستی کی طرف جا نکلے۔ آپ نے بہت سے شعروں کے ساتھ بھی اپنی تقریر کو مؤثر بنایا۔

آخری تقریر صدر صاحب جلسہ مکرم محمد یوسف صاحب درویش کی تھی۔ جس میں آپ نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل نمونہ اس دور میں بھی ظاہر ہوا۔ اور یہ باتیں صرف زبان تک ہی نہ رہیں بلکہ جبکہ گمراہی ہر طرف زوروں پر تھی ایک شخص نے آکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی نمونہ کو عملی طور پر لوگوں کے سامنے رکھا اور لاکھوں لوگوں کو آنحضرت صلعم کی حقیقی غلامی میں داخل کر کے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا عظیم الشان کام کیا۔ بالآخر دعا کے ساتھ قریباً تین گھنٹے کے بعد جلسہ ختم ہوا۔

مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ رائچور اور مکرم عبد الکریم صاحب احمدی کی خاص کوشش اور احباب جماعت کے تعاون سے کافی تعداد میں غیر احمدی احباب بھی شامل ہوئے۔ خدا کے فضل سے احباب پر بہت اچھا اثر ہوا۔ دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ رائچور میں ایک کثیر جماعت قائم فرمائے اور لوگوں کے دلوں کو احمدیت کے لئے کھولدے۔ آمین۔

خادم۔ طالب دعا

احمد حسین درویش حال رائچور

رانچی

۱۰ ستمبر بعد نماز عصر مسجد احمدیہ شملیہ میں جلسہ سیرت النبی زیر صدارت مکرم مولوی محمد ایوب صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد خاکسار نے سیرت النبی کے موضوع پر تقریر کی بعدہٗ حاضرین کی بسکٹ اور چائے سے تواضع کی گئی۔

شملیہ۔ رانچی سے دو تین میل کے فاصلہ پر خانبہادر ملک سید علی الدین احمد صاحب کی کھیتی کی زمین ہے جس کے اندر رہنے کیلئے وسیع کوٹھی اور مسجد بھی آپ نے تعمیر کروا رکھی ہے۔ آب ہوا کے لحاظ سے بہتر جگہ ہے آپ معہ خاندان دسہرہ کی رخصتوں پر یہیں مقیم تھے جلسہ میں ارد گرد کی بستیوں سے غیر احمدی مردوں اور عورتوں کو بھی مدعو کیا گیا تھا جو کافی تعداد میں شریک ہوئے۔ اور یہ مبارک تقریب نماز مغرب پر انجام پذیر ہوئی۔ خاکسار [illegible]

تبصرہ

تاریخ احمدیت سرحد

از محترم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل۔ ربوہ

اللہ تعالےٰ نے محترم قاضی محمد یوسف صاحب آف ہوتی امیر جماعت احمدیہ کو اسی سال کی عمر میں توفیق دی ہے کہ وہ ۸۱۲ صفحے کی ایک مبسوط کتاب کی جلد اوّل جو ضلع پشاور کی "تاریخ احمدیت" پر مشتمل ہے۔ خرچ کثیر و جد و جہد کثیر سے شائع کر کے اپنے گذشتہ علمی اور تبلیغی کارناموں میں ایک قابل قدر مفید و دلچسپ اضافہ فرمائیں وہ عنفوان شباب سے اس قسم کی دینی خدمات کا ثواب حاصل کر رہے ہیں۔ بیشتر فارسی اردو میں نظم و نثر تحریر و تقریر میں زائد از یک صد کتب و اشتہار شائع کر چکے ہیں۔ ہر مخالف احمدیت و خلافت ثانیہ کے مقابلہ بڑی جرأت دلیری سے کر کے ان کو اپنے ساتھ ملا چکے ہیں۔ کوئی سو اسّی سے زائد افراد بلاواسطہ ان کے ذریعہ احمدیت میں داخل ہوئے اور دین و دنیا میں اچھے اور اعلےٰ مرتبے پر فائز ہوئے۔ اب بعض بزرگان مرکز کی تحریک سے آپ نے یہ سلسلہ تاریخ شروع کیا تا پبلک پر واضح ہو کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کو قبول کرنے کی سعادت کن کن اصحاب اولین کو نصیب ہوئی۔ اور اس کا اجر اسی دنیا میں بھی پایا۔ ان کے اخلاص و ایثار کا ثبوت نہ صرف مالی امداد ہے۔ بلکہ مظلومانہ اپنی جان دینے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ چنانچہ خلافت ثانیہ کے عہد میں بھی ایسے پاکباز مخلص معزز عالم گذرے جو ایسے مبائعین کے حالات درج ہیں جنہیں مخالفین نے بغیر کسی قصور کے محض احمدیت کی وجہ سے ہلاک کیا اور وہ درجہ شہادت پا کر نائز المرام ہوئے اور دین کے لئے اپنی جاں نثاری اور اپنے خون سے گلشن اسلام کی آبیاری کا ثبوت دے گئے۔ یہ ان شہداء احمدیت کے علاوہ ہیں جن کا ذکر وہ اپنے ایک اور رسالے میں شائع فرما چکے ہیں۔

زیر نظر کتاب میں ان برادران احمدیت کے نام اور کام لکھے ہیں جو پشاور کی مستقل رہائش رکھتے ہیں بسلسلہ ملازمت عارضی طور پر رہنے والوں کا ذکر نہیں۔ پھر ضلع پشاور کے دیہات کے احمدی بھائی بہنوں کا تذکار ہے اور صرف انہی کا ذکر نہیں کیا بلکہ ان کی اولاد و احفاد بھائیوں بہنوں قریبی رشتہ داروں کے اسماء اور بعض ضروری کوائف قلمبند کر دیئے ہیں۔ جو نہایت ضروری اور مفید کام ہے کیونکہ ہم سے یہ غفلت ہوئی کہ جب کسی گھر کا سربراہ فوت ہوا تو اس کے پس ماندوں سے کوئی تعلق خبر گیری اور تربیت کا کما ینبغی نہیں رکھا گیا جس کی وجہ سے اول اول سستی پھر لاتعلقی اور بیگانگی پیدا ہو گئی۔ اور سلسلے کی افزائش رک گئی۔ قاضی صاحب محترم ایک راست گو راست رو انسان ہیں۔ انہوں نے حالات میں کسی مداہنت سے کام نہیں لیا اکثر بلکہ ۹۹ فیصد کامد ہی لکھے ہیں۔ اگر کسی میں کوئی نقص حد سے بڑھا اور اس کی اصلاح نہیں کی جس کے نتیجے میں وہ بیعت احمدیت یا خلافت سے نکل گیا تو اس کا ذکر بھی کر دیا تا انجام کے متعلق وجوہات کا علم ہو کر دوسروں کے لئے عبرت کا موجب ہو۔ اپنی مورخانہ حیثیت کو قائم رکھا ہے اور احادیث کے راویوں کے متعلق جیسا کہ علماء سلف نے کسی فرد کی نسبت ریمارکس لکھے ہیں ایسا ہی کہیں کہیں بطور شاذ و نادر اگر قاضی صاحب نے نرمی سے سرسری نکتہ چینی کر دی ہے یا کسی دوسرے حالات بھیجنے والے کی ذاتی رائے چھاپ دی ہے تو یہ بات احمدی غیر احمدی دونوں کے لئے موجب ہدایت ہے احباب کو یہ کتاب قاضی صاحب ہوتی مردان سے منگوا کر ضرور پڑھ کر اپنے علوم و معلومات و ایمان میں اضافہ کرنا چاہیئے۔ قاضی صاحب نے بہت ایثار سے کام لیا ہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ وہ دیگر اضلاع و دوران کے دیہات کے احمدیوں کے حالات قلمبند کر کے شائع کریں۔ اور احباب اصحاب ان کی دری تعلمی مدد فرما کر اجر جزیل حاصل کریں اور اسی نمونہ پر نہ صرف ہندوستان بلکہ پاکستان کی احمدیت کی تاریخ ضلع وار اسی طرز پر لکھی جائے یہ وقت بہت موزوں ہے۔ ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہان میں

والسلام محمد ظہور الدین اکمل عفی عنہ

——— از مرسلہ ———

تحریک چندہ درویش فنڈ کی طرف خاص توجہ کی ضرورت

موجودہ مالی سال کے شروع میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تاکیدی ارشاد بابت بجٹ آمد کے مطابق درویش فنڈ کی تحریک کا از سر نو ابتداء کرنے سے پیشتر از یں ایک سے زائد مرتبہ مخلصین جماعت کو اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی جا چکی ہے۔ لیکن آج تک آمدہ وعدہ جات اور وصولی کی رفتار متوقع بجٹ آمد درویش فنڈ کے مطابق نہیں ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب جماعت اس تحریک کی اہمیت اور ضرورت کے مطابق اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر فرض شناسی کا ثبوت دیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔

ماہ ستمبر ۱۹۶۰ء میں جن دوستوں کی طرف سے درویش فنڈ میں وصولی ہوئی ہے۔ کی اسم وار فہرست ذیل میں بغرضِ دعا شائع کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام دوستوں کو اس کا بہترین اجر عطا فرمائے۔ اور جن دوستوں نے تا حال اس تحریک میں حصہ نہیں لیا ان کو بھی اس بابرکت تحریک میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(ناظر بیت المال قادیان)

فہرست وصولی چندہ درویش فنڈ بابت ماہ ستمبر ۱۹۶۰ء

مکرم شاہ الحمید صاحب منارگھاٹ ۱/۹/-
〃 عبدالکریم صاحب رائچور ۱۰/-
〃 محمد شمس الدین صاحب کلکتہ ۵/-
〃 کریم بخش صاحب 〃 ۲/-
مکرمہ رضیہ سلطانہ صاحبہ 〃 ۱۰/-
〃 سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی 〃 ۶۰/-
〃 بابو فیروز الدین صاحب جموں ۵/۶۹
〃 وی کے محمود صاحب حاجی کنانور ۶/-
از جماعت احمدیہ کیرنگ ۸/۸/-
〃 بی ایم عبدالرحیم صاحب } از جماعت بنگلور ۲/۸/-
〃 سید مسعود الحسن صاحب بذریعہ اوڑیسہ
مرزا وسیم احمد صاحب ۶۶/-
〃 عبدالحی صاحب بذریعہ 〃 صاحب مقامی قادیان ۴/-
از جماعت احمدیہ شموگہ ۱۵/-
〃 بی کے فخر الدین صاحب مرکرہ ۵/-
〃 بی ایچ اسمٰعیل صاحب 〃 ۳/-
〃 مرزا امیر بیگ صاحب فیض آباد ۸/-
معرفت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب
سکندر آباد ۵/-
〃 سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب سکندر آباد ۲/-
〃 〃 علی محمد الہ دین صاحب 〃 ۲/-
〃 〃 راشد احمد الہ دین صاحب 〃 ۱۵/-
〃 استاد عبدالعزیز صاحب تیماپور ۵/-
〃 سیٹھ محمد جلانی صاحب
امیر جماعت احمدیہ یادگیر ۱۱۱/-
〃 سیٹھ عبداللطیف صاحب ابن
سیٹھ عبدالحی صاحب 〃 ۱۰۲/-
محترمہ رسول بی صاحبہ اہلیہ
شیخ حسن صاحب 〃 ۲۵/-
〃 غلام حسین صاحب ہوڑدی 〃 ۵/-
〃 محمود غوری صاحب 〃 ۱۰/-
〃 شیخ چاند بسلی صاحب 〃 ۲/-
〃 بشارت احمد صاحب عبدالسلام صاحب 〃 ۵/-
〃 منیر عالم صاحب 〃 ۱/-
〃 شیخ امام صاحب کرسال 〃 ۱/-

مکرم عبدالرؤف صاحب یادگیر ۱/-
〃 شیخ چاند صاحب عطار 〃 ۱/-
〃 پیر محمد صاحب لاڑ جی 〃 ۲/-
〃 محمد ذاکر صاحب 〃 -/۸/-
〃 عبدالعظیم صاحب گلبرگہ 〃 -/۸/-
〃 محمد علی صاحب گڈی 〃 ۸/-
〃 شمس الحق صاحب چودوار ۳/-
〃 فضل الرحمٰن خان صاحب 〃 ۶/-
〃 بی احمد صاحب بینگاڈی ۱/۸/-
〃 مبارک احمد صاحب مونی بی ٹائیکنسر ۲/-
〃 مظہر احمد صاحب پال رانچی ۱۰/-
〃 ڈپٹی محمد ایوب صاحب 〃 ۵/-
〃 سید لئیق احمد صاحب 〃 ۴/-
〃 مولوی عبدالحئی صاحب فضل 〃 ۱/-
〃 سید محی الدین صاحب ایڈووکیٹ 〃 ۵۰/-
〃 سید سہیل احمد صاحب 〃 ۹/-
از جماعت احمدیہ یاڑی پورہ ۱۴/-
〃 سید منظور احمد صاحب بھونیشور ۱/۵۰
〃 سید بشیر احمد صاحب 〃 -/۸/-
〃 غلام احمد صاحب عبید 〃 ۱/۸/-
از جماعت احمدیہ رشی نگر ۶/-
محترمہ صبیحہ اعظم صاحبہ
از لجنہ اماء اللہ حیدر آباد ۳۱/۶۸
اہلیہ صاحبہ مکرم عبدالحلیم صاحب
دیوہ درگ ۱/-
〃 محمد شفیع صاحب اکبرپوری کانپور ۳/-
حبیب اللہ خان صاحب 〃 ۲/-
مظہر عالم صاحب 〃 ۱/-
〃 ڈاکٹر محمد عابد صاحب شاہجہانپور ۱۰/-
〃 عطاء الرحمٰن صاحب او۔ایم۔پی
چاولیہ گنج ۱/-
〃 سید عبدالقیوم صاحب کٹک -/۱۲/-
محترمہ نذیرن بی بی صاحبہ
کیرنگ ۴/-
محترمہ میری بی بی صاحبہ
کیرنگ ۵/-

تحریک جدید کا مالی سال ختم ہو رہا ہے

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے تحریک جدید دفتر اول کا چھبیسواں سال اور دفتر دوم کا سولھواں سال ختم ہو رہا ہے اور عنقریب نئے سال کے آغاز کا اعلان ہونے والا ہے وعدہ جات اور ادائیگی کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ احباب جماعت کے وعدہ جات کی بہت بڑی رقم قابلِ ادا ہے۔ دفتر ہذا کی طرف سے جنوری ۱۹۶۰ء اور اگست ۱۹۶۰ء میں وعدہ کنندگان کے تفصیلی حسابات بھجوائے جا چکے ہیں اور وصولی چندہ جات کی غرض سے ۱۴ ستمبر تا ۲۱ ستمبر ہفتہ تحریک بھی منانے کا اعلان کیا گیا تھا۔

لیکن ان سب امور کے باوجود ہم نے اس میدان میں ابھی تک قدم بھی نہیں رکھا جب تک ہم اپنے امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ اس دوڑ میں شامل ہو سکیں جو حضور نے اسلام کی ترقی کے لئے کرنی ہے۔ جیسا کہ حضور نے فرمایا ہے:-

”اس سال کے شروع میں (۱۹۴۴ء) اللہ تعالیٰ نے مجھے رؤیا میں دکھایا تھا کہ اسلام کے لئے جنگ کرنے میں مجھے دنیا میں دوڑنا ہوگا اور جب میں دوڑوں گا تو ان لوگوں کے لئے جنہوں نے میرے ہاتھ میں ہاتھ دے رکھا ہے دوڑنا لازمی ہوگا۔ بیعت کرتے وقت ہاتھ میں ہاتھ دینے کے ایک معنے یہ بھی ہوتے ہیں کہ جس طرح ماں باپ جب تیز چلنے لگتے ہیں تو بچہ کا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں تا وہ ساتھ ساتھ چل سکے۔ اسی طرح بیعت کرنیوالا نبی کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر ساتھ چلنے کا اقرار کرتا ہے پس جب میں دوڑوں گا تو جن لوگوں نے میرے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کی ہے انکے لئے بھی لازمی ہوگا کہ یا تو میرے ساتھ دوڑیں یا پھر اپنا ہاتھ کھینچ لیں اور جو شخص میرے ساتھ دوڑنے میں کوتاہی کرتا ہے وہ گویا اپنی بیعت کے ناقص ہونے کا اقرار کرتا ہے۔“

پس میں احباب جماعت کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلاتے ہوئے درخواست کروں گا کہ وہ اپنے وعدے اور بقائے جلد از جلد ادا کر دیں تا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سال کے آغاز پر بشاشت قلبی سے حصہ لے سکیں کیونکہ ایک نیکی دوسری نیکی کے لئے رستہ کھول دیتی ہے کیونکہ جب ہم اس سال کا چندہ ادا کر دیں گے تو اگلے سال اللہ تعالیٰ بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

پروگرام دورہ مکرم مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال

جماعتہائے احمدیہ اڑیسہ ۲۱/۱۰/۶۰ تا ۲۲/۱۱/۶۰

جماعتہائے احمدیہ اڑیسہ کے عہدیداران مطلع رہیں کہ مکرم مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق دورہ کریں گے۔ احباب ان سے تعاون فرماویں۔

ناظر بیت المال قادیان

نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی	کیفیت
۱	پوری	۲۱/۱۰/۶۰	۳ دن	۲۴/۱۰/۶۰	
۲	بھونیشور	۲۴ 〃	۱ 〃	۲۵ 〃	
۳	نیاگڑھ	۲۵ 〃	۱ 〃	۲۶ 〃	
۴	مانکاگوڑا	۲۶ 〃	۱ 〃	۲۷ 〃	
۵	کیرنگ	۲۷ 〃	۳ 〃	۳۰ 〃	
۶	نرجاؤں	۳۰ 〃	۱	۳۱/۱۰/۶۰	
۷	کٹک ٹاؤن	۳۱/۱۰/۶۰	۳ 〃	۳/۱۱/۶۰	
۸	او ایم پی چاولیہ گنج	۳/۱۱/۶۰	۲ 〃	۵ 〃	
۹	چودوار	۵ 〃	۱ 〃	۶ 〃	
۱۰	سونگڑا	۶ 〃	۳ 〃	۹ 〃	
۱۱	کندرہ پاڑہ	۹ 〃	۱ 〃	۱۰ 〃	
۱۲	کرڈاپلی	۱۰ 〃	۲ 〃	۱۲ 〃	
۱۳	ارکھ پٹنہ	۱۲ 〃	۲ 〃	۱۴ 〃	
۱۴	پنکال	۱۴ 〃	۲ 〃	۱۶ 〃	
۱۵	کوٹ پد	۱۶ 〃	۱ 〃	۱۷ 〃	
۱۶	سری پار	۱۷ 〃	۱ 〃	۱۸ 〃	
۱۷	سنبل پور	۱۸ 〃	۱ 〃	۱۹ 〃	
۱۸	بھدرک	۱۹ 〃	۳ 〃	۲۲ 〃	

خبریں

نئی دہلی ۱۵ر اکتوبر۔ کانگرس کے مرکزی پارلیمنٹری بورڈ نے اترپردیش کے محکمہ منتری ڈاکٹر سمپورنا نند اور پردیش کانگریس کے نئے صدر شری سی۔ بی گپتا کو دہلی طلب کیا ہے تاکہ وہ صوبہ میں پارٹی لیڈرشپ کے کرائسیس کے سلسلہ میں ۱۸ر اکتوبر کو بورڈ کی ہونے والی میٹنگ میں شریک ہو سکیں۔ شری گپتا کے پردیش کانگرس کا صدر چنے جانے کے بعد ڈاکٹر سمپورنا نند نے ایک خط میں ہائی کمان سے مستعفی ہونے کی جو اجازت مانگی ہے اس سے کرائسیس بڑھ گیا ہے

نیویارک ۱۵ر اکتوبر۔ مسٹر خروشچیف وزیر اعظم روس نے گزشتہ روز امریکن براڈ کاسٹنگ کمپنی سے ایک خاص انٹرویو کے دوران میں کہا کہ اگر تخفیف اسلحہ کے معاہدہ پر دستخط ہو جائیں تو روس اس معاہدہ کی شرائط کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اپنا سارا علاقہ معائنہ کے لئے کھلا قرار دے دیگا اور ہر شخص رسل و رسائل کے کسی بھی ذریعہ سے روس کے کسی بھی حصہ میں سفر کر سکے گا اگر امریکہ روس کے ساتھ تخفیف اسلحہ کے معاہدہ پر دستخط کرے تو ہم اسلحہ کی نگرانی کے لئے اور معائنہ کرنے کے لئے معاہدہ کرنے کو تیار ہیں۔

واشنگٹن۔ ۱۵ر اکتوبر۔ امریکی صدر جنرل آئزن ہاور نے افریقہ کے ممالک کو یقین دلایا ہے کہ امریکہ افریقی ممالک پر فوجی سیاسی یا اقتصادی غلبہ پانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔ آپ افریقہ کے نئے آزاد ہونے اور اتحادی سبھا کا ممبر بننے والے ۱۵ ملکوں کے اور افریقہ کے نمائندہ سے بات چیت کر رہے تھے۔

نیویارک ۱۵ر اکتوبر۔ جنوبی افریقہ کے وزیر خارجہ مسٹر ایرک لو نے کل جنرل اسمبلی میں اپنے اس الزام کو دہرایا کہ بہت سے ملک جو کہ اُن کے ملک پر نسلی امتیاز روا رکھنے کے الزام میں حملے کر رہے ہیں۔ اور خود بھی اس الزام کے مرتکب ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ نے بھارت ناروے سویڈن۔ لائبیریا اور دیگر بہت سے ممالک کا نام لیا اور کہا ان ممالک میں کسی نہ کسی شکل میں نسلی امتیاز موجود ہے

نئی دہلی ۱۵ر اکتوبر۔ نیویارک سے واپسی کے بعد پنڈت نہرو کی اپنے ساتھیوں سے یہ میٹنگ تھی معلوم ہوا ہے کہ پنڈت نہرو نے انہیں بتایا کہ دنیا کے دونوں مخالف بلاکوں کو اور خصوصاً روس اور امریکہ کو ایک دوسرے کے خلاف اس قدر زیادہ بداعتمادی ہے کہ ایک شخص کے لئے موجودہ مرحلہ پر انہیں اکٹھا کرنا بہت زیادہ مشکل ہے۔

ڈھاکہ ۱۶ر اکتوبر۔ مشرقی پاکستان میں ۲۴ گھنٹے کے زبردست طوفان میں بھاری جانی و مالی نقصان ہوا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ خلیج بنگال میں واقع چند جزائر رانا گھاٹی۔ سندیپ۔ ہٹیا۔ ہاتھیہ اور قطب دیا پر سب سے زیادہ اثر پڑا۔ ڈھاکہ کے بنگالی اخبار "اتفاق" کے بیان کے مطابق صرف جزیرہ رانا گھاٹی میں ڈیڑھ ہزار لاشیں پائی گئیں۔ باقی مقامات سے بھی بھاری جانی اور مالی نقصان کی اطلاعات ملی ہیں۔

ہوانا۔ ۱۶ر اکتوبر۔ کیوبا کے ڈکٹیٹر ڈاکٹر فیڈل کاسٹرو نے خود یہ انکشاف کیا ہے کہ کیوبا کی بحری فوج ان کی حکومت سے باغی ہو رہی ہے۔ چنانچہ آپ نے یہ دھمکی دی ہے کہ اگر بحری فوج حکومت کے باغیوں کی مدد کرتی رہی تو بحری فوج کو توڑ دیا جائے گا۔ آپ نے مزید بتایا کہ کیوبا کے دو بحری اڈوں کی فوج کو غیر مسلح کر دیا گیا ہے۔ البتہ ۳ یا ۴ ہزار افسر ابھی تک مسلح ہیں۔ ڈاکٹر کاسٹرو نے یہ انکشاف کل ٹیلی ویژن پر دو گھنٹہ تک تقریر کرتے ہوئے کیا۔ اور بتایا کہ جو باغی پچھلے دنوں کیوبا میں اُترتے ہوئے پکڑے گئے تھے۔ ان میں سے ایک بحری اڈے سے آئے تھے۔

راولپنڈی ۱۶ر اکتوبر۔ مسٹر منظور قادر وزیر خارجہ پاکستان نے کل رات پاکستان ریڈیو پر ایک تقریر براڈکاسٹ کرتے ہوئے کہا کہ پنڈت جواہر لال نہرو نے نیویارک میں ٹیلی ویژن انٹرویو کے دوران میں کشمیر کے متعلق جو بیان دیا تھا اُس کے متعلق میں خاموش رہا ہوں۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ پنڈت نہرو کو کشمیر کے مسئلہ پر مزید غور و خوض کرنے کا موقع نہیں ملا۔ جبکہ اُنہوں نے اپنے دورہ پاکستان میں وعدہ کیا تھا کہ وہ اس سوال پر مزید غور کریں گے۔ مسٹر منظور قادر نے مزید کہا کہ مجھے ملک کے تمام حصوں سے بے شمار خطوط موصول ہوئے ہیں جن میں مجھ سے درخواست کی گئی ہے اور دھمکی دی گئی ہے کہ میں پنڈت نہرو کے بیان کے جواب میں کچھ کہوں اخبارات کے نامہ نگار مجھ سے ملاقات کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بعض نامہ نگاروں نے دور دور سے مجھے ٹیلیفون کئے ہیں

نئی دہلی ۱۶ر اکتوبر۔ ہوم منسٹر پنڈت پنت نے ہندی بھاشا میں تیار کیا گیا پہلا انسائیکلو پیڈیا (وہ کتاب جس میں دنیا بھر کی معلومات ہوں) آج رسمی طور پر راشٹر پتی ڈاکٹر راجندر پرشاد کو پیش کیا۔ یہ تقریب راشٹر پتی بھون میں منعقد ہوئی۔ انسائیکلو پیڈیا کی یہ پہلی جلد ہے۔ اور اس میں ہندی کے پہلے تین حروف سے شروع ہونے والے الفاظ اور اصطلاحیں شامل ہیں۔ پہلی جلد کے ۵۵۰ صفحات ہیں۔ اور اس قسم کی کل دس جلدیں ہونگی انسائیکلو پیڈیا مرکزی وزارت تعلیم نے تیار کرایا ہے۔

ہوانا ۱۶ر اکتوبر۔ کیوبا میں آج دو مزید امریکنوں کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا۔ انہیں آج قبل دوپہر گولی مار دی جانی تھی ان پر کیوبا کی موجودہ انقلابی حکومت کے خلاف انقلاب اور مسلح بغاوت کی کوششوں کا الزام ہے۔

لندن ۱۶ر اکتوبر۔ پتہ چلا ہے کہ امریکہ تخفیف اسلحہ کی بات چیت کے لئے دو طاقتیں گروپ میں کمیونسٹ چین اور بھارت کو اس شرط پر شامل کرنے کی برطانوی تجویز منظور کرے گا کہ کمیشن کو اتحادی سبھا کے دائرہ کار سے باہر رکھا جائے۔ امریکہ یہ بات یقینی بنانا چاہتا ہے کہ تخفیف اسلحہ کمیشن میں نمائندگی کی بنا پر چین عقبی دروازہ سے اتحادی سبھا میں داخل نہ ہو جائے۔

لیوپولڈ وِل ۱۶ر اکتوبر۔ رائٹر کا ایک تار مظہر ہے کہ کانگو کے فوجیوں نے کل رات افریقی باشندوں کی بستی میں چھاپے مارے۔ اور ان افریقیوں کو انتقاماً زدوکوب کیا۔ جن کے متعلق یہ شک پایا جاتا تھا کہ وہ مسٹر لومومبا کے حامی ہیں یاد رہے کہ گزشتہ روز کرنل موبوٹو کے نامزد اقتصادی کمشنر مسٹر البرٹ پرسٹر لومومبا کی یوتھ تحریک کے ممبروں نے حملہ کر دیا تھا۔ کانگو کے فوجیوں کا یہ چھاپہ اُس حملہ کے ردعمل کے طور پر تھا۔

شیلانگ ۱۶ر اکتوبر۔ آسام پردیش کانگرس کمیٹی نے ۶۲ اور ۱۲ ووٹوں کے فرق سے فیصلہ کیا کہ صوبہ آسام میں تمام سرکاری مقاصد کے لئے آسامی بھاشا کو استعمال کیا جائے ریزولیوشن میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب تک ہندی کو انگریزی کی جگہ نہیں ملتی اس وقت تک آسامی اور انگریزی کا بھاشا استعمال کی جائے۔ اس عبوری دور کے بعد آسامی اور ہندی کو سیکرٹریٹ میں اور مختلف محکموں کے ہیڈ افسران کے دفتروں میں تمام سرکاری مقاصد کے لئے استعمال کیا جائے۔

لندن ۱۶ر اکتوبر۔ مسٹر ہیرلڈ میکملن وزیر اعظم برطانیہ نے کل شام کنزرویٹو پارٹی کی سالانہ کانفرنس کے ختم ہونے کے بعد ایک پبلک میٹنگ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اس امر سے انکار کرنا بے وقوفی ہوگا کہ ماہ مئی کے بعد بین الاقوامی صورت حالات کافی حد تک خراب ہو گئی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی سمٹ کانفرنس کی ناکامی پر افسوس کا اظہار کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ آپ نے کہا کہ میں ایک نئی سمٹ کانفرنس میں شامل ہونے کے لئے تیار ہوں۔ مجھے اتحادی اقوام کی جنرل اسمبلی میں جو تجربہ ہوا ہے وہ ناقابل فراموش ہے۔

لیوپولڈ وِل ۱۶ر اکتوبر۔ کانگو کے چیف آف سٹاف کرنل موبوٹو نے گھانا کی فوج کو ۴۸ گھنٹے کے اندر کانگو سے نکل جانے کا الٹی میٹم دیا ہے۔ مگر اب تک اس کی تعمیل نہیں کی گئی۔ گھانا کے سفیر کی طرف سے یہ معاملہ اتحادی کونسل کے خاص نمائندہ مسٹر راجیشور دیال کے نوٹس میں لایا گیا ہے۔